ماہنامہ

انصاراللہ

چُو آخر ز دُنیا سفر کردن است   چُو رُوزے ازیں رہ گزر کردن است
چرا عاقلے دل بہ بندد دراں   کہ ناگہ وَزُد بر گلِ اُو خزاں
چرا دل نہ بندی بداں دِلستاں   کہ مہرش رِہاند ز بندِ گراں
(رسالہ الوصیت)

(ترجمہ) جب آخر کار دُنیا سے سفر کرنا ہی پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گذر جانا ہوگا تو پھر عقل منداس سے دل کیوں لگائے۔ جب یکدم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی تو اُس معشوق سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا جس کی محبت قیدِ شدید سے آزاد کر دیتی ہے۔

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

ظہور ۱۳۸۲ ہش

اگست ۲۰۰۳ء

”راستبازوں کے وارث“

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”...... دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اُس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راست بازوں کے وارث کیے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے ......“

(رسالہ الوصیت)

ماہنامہ
احمدی انصار کی تربیت کیلئے
انصار اللہ
ایڈیٹر: نصر اللہ خان ناصر

ظہور ۱۳۸۲ ہش - اگست ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------------- ۸

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ، محمود احمد اشرف

اس شمارہ میں

☆......☆......☆......☆......☆

پبلشر: عبد المنان کوثر پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت
دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن وکمپوزنگ
صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ .... ایکسو روپے
قیمت فی پرچہ .... دس روپے

ادار یہ

نظام وصیت کی ایک بنیادی شرط

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے — اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

آسمانی بشارات اور الٰہی مشیئت وارادہ سے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب سلسلہ احمدیہ میں نظام ''قدرتِ ثانیہ'' کی پیشگوئی فرمائی جس کے نتیجہ میں غلبہ دین مقدر تھا۔ آپ نے اس تقدیر الٰہی کا ذکر یوں فرمایا:

''وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۵-۶)

یہ دائمی وعدہ کا دن جو غلبہ دین حق کا دن ہے اسے نظام ''قدرت ثانیہ'' خلافت احمدیہ سے وابستہ قرار دیا گیا حضرت اقدس نے اس کی مزید وضاحت یوں فرمائی۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔'' (رسالہ الوصیت۔ صفحہ ۶-۷)

یہ مقاصد عالیہ کس طرح وقوع میں آئیں گے حضرت اقدس کی تحریرات مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق یہ ہیں۔

(۱) ''اور چاہیئے کہ تم بچی ہمدردی اور اپنے نفسوں کو پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو...... لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے......'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۸)

(۲) ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۷)

(۳) ''تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب

کچھ باقی ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۷-۸)

(۴) ''اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے......تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے...... پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پوری طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہے کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے......'' (ایضاً صفحہ ۸)

(۵) ''بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہِ نیکی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ......'' (ایضاً صفحہ ۹)

(۶) ''......ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے......'' (ایضاً صفحہ ۹)

(۷) ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔'' (ایضاً صفحہ ۹-۱۰)

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے فرمودات کی توضیح وتشریح یا کسی تجزیہ کی ضرورت نہیں۔ الہامات کے مطابق حضرت اقدس کی وفات ''قدرت ثانیہ'' کے ظہور اور اس کے ذریعہ غلبۂ دینِ حق اور راستبازوں کی وارث ایک برگزیدہ جماعت کا ذکر کیا گیا ہے جن امور کا حضرت اقدس نے ذکر فرمایا ہے۔ اس میں بنیادی امر ''تقویٰ'' ہے جو اس نظام وصیت کی بنیاد اور ایک اہم شرط ہے اور درحقیقت اس پر ہی یہ آسمانی سلسلہ قائم ہوا ہے۔ کہ تقویٰ شعار، صدق ووفا کا اسوہ پیش کرنے والے فانی فی اللہ وجود تیار ہوں اور حضرت اقدس بتدریج اور منزل بہ منزل اسی نظام کی طرف اپنے پیروؤں کو لا رہے ہیں۔

اعمال صالحہ تقویٰ سے نشوونما پاتے ہیں۔ چنانچہ تقویٰ کی اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ نہایت پُرحکمت انداز میں بیان فرمایا۔

''......تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔'' (ایام الصلح صفحہ ۱۰۵)

''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب۔ خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اُس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷۷)

''مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرے۔ اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے۔'' (ملفوظات جلد اوّل)

''انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے- تقویٰ کی باریک راہیں وہ روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں- ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۱-۵۲)

''علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے- دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے...... مگر علومِ آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لئے تقویٰ پہلی شرط ہے- اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے- جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھالے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا- اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے......'' (ملفوظات جلد اوّل)

''متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بُخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے- لوگوں سے مروّت خوش خلقی ہمدردی سے پیش آوے خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلا دے- خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے- ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں-'' (ملفوظات جلد دوم)

حضرت اقدسؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:-

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے — نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے — کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لِقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے — یہی اک جوہرِ سیفِ دُعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اِتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

(الہامی مصرعہ)

امام کا کلام

"تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئیے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئیے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ۔ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو، نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۹ تا ۱۰)

کلام الامام

مختلف ضرورتوں کے وقت طوعی قربانیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... فرماتے ہیں:

''قرآن کریم نے اصولی طور پر فرمایا تھا اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (البقرۃ: ۱۹۶) مگر اس تعلیم میں خدا تعالیٰ نے طوعی قربانیوں کے کوئی معین اصول مقرر نہ فرمائے تھے صرف یہ کہا تھا کہ اے مسلمانو! تمہیں علاوہ جبری ٹیکسوں کے بعض اور ٹیکس بھی دینے پڑیں گے مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ٹیکس کتنے ہوں گے اور ان کی معین صورت کیا ہوگی۔ اگر کسی زمانہ میں اسلامی حکومت کو سو میں سے ایک روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو خلیفۂ وقت کہہ دیا کرتا تھا کہ اے بھائیو! اپنی مرضی سے سو میں سے ایک روپیہ دے دو۔ اور اگر کسی زمانہ میں اسلامی حکومت کو سو میں سے دو روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو خلیفۂ وقت کہہ دیا کرتا تھا کہ اے بھائیو! اپنی مرضی سے سو میں سے دو روپے دے دو۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں اس کی الگ الگ تعبیر کی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعبیر اس طرح کی کہ وقتاً فوقتاً زائد چندے مانگ لئے اور خلفاء نے اپنے زمانہ کے مطابق اس کی اس طرح تعبیر کی کہ جو اموال فوجوں میں تقسیم کرنے کے لئے آیا کرتے تھے ان کے ایک بڑے حصہ کو محفوظ کر لیا اور سپاہیوں سے کہا کہ تم اپنی خوشی سے اپنا حق چھوڑ دو اور حضرت مسیح موعود نے اپنے زمانہ کے مطابق تعبیر کر لی۔ اگر اسلامی حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے، ساری دنیا کو کپڑے پہنانا ہے، ساری دنیا کی رہائش کے لئے مکانات کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی بیماریوں کے لئے علاج کا انتظام کرنا ہے، ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کے لئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہیئے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں اور آپ فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی ''ترقی (دین) اور اشاعت علمِ قرآن و کتبِ دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے'' خرچ ہوگی۔''

(نظام نو صفحہ ۱۱۶-۱۱۷)

☆......☆......☆

عربی منظوم کلام

وَا هاً لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ وَجُنْدِهِ   حَفَدُوْا اِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَّرَخَاءِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور لشکروں پر آفرین ہو جو دکھ میں بھی اور سکھ میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔

غَمِسُوا بِبَرَكَاتِ النَّبِيِّ وَفَيْضِهِ   فِي النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَهْوَاءِ

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیض سے خواہشاتِ نفسانی کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد نور میں ڈوب گئے۔

قَامُوْا بِاَقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِ   حَضَرُوا جَنَابَ اِمَامِنَا لِفِدَاءِ

وہ غزوات میں رسول کے قدموں میں کھڑے رہے وہ ہمارے امام کے حضور فدا ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِي حُبِّهِمْ   تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْاَطْلَاءِ

اپنی محبت میں ان کے صدق کی وجہ سے ان مردوں کا خون تلواروں کے نیچے اس طرح بہایا گیا جیسے ہرن کے نوزائیدہ بچے (کو ذبح کیا جائے)

بَلَغَ الْقُلُوْبُ اِلَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً   فَتَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ عَنَاءِ

(جب) کرب سے دل ہنسلیوں (حلق) تک پہنچ گئے تو انہوں نے اللہ کی خاطر ہر مصیبت اختیار کر لی۔

دَخَلُوْا حَدِيْقَةَ مِلَّةٍ غَرَّاءِ   عَذْبَ الْمَوَارِدِ مُثْمِرُ الشَّجْرَاءِ

وہ داخل ہو گئے ملتِ غرّاء کے باغ میں جو چشموں والا ثمر دار درختوں والا ہے۔

وَفَنُوا بِحُبِّ الْمُصْطَفٰى فَبِحُبِّهِ   قُطِعُوْا مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاَبْنَاءِ

وہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو گئے اور اس کی محبت کے باعث اپنے باپ دادوں اور بیٹوں سے منقطع ہو گئے۔

قَبِلُوْا لِدِيْنِ اللّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ   حَتّٰى رَضُوْا بِمَصَائِبِ الْاَجْلَاءِ

انہوں نے اللہ کے دین کے لئے ہر مصیبت قبول کر لی حتی کہ وہ جلا وطنی کے مصائب پر راضی ہو گئے۔

(منن الرحمٰن - روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۲-۱۷۱)

فارسی منظوم کلام

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد　　پئے حرصِ دُنیا مدِہ دیں بباد

خبردار! اے وہ جو سمجھدار اور نیک فطرت ہے کہ دُنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر

بدیں دارِفانی دلِ خود مبند　　کہ دارد نہاں راحتش صد گزند

اس فانی گھر سے اپنا دل نہ لگا - کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دُکھ پوشیدہ ہیں

اگر باز باشد ترا گوشِ ہوش　　ز گورت ندائے در آید بگوش

اگر تیرے ہوش کے کان کھلے ہوں - تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے

کہ اے طعمۂ من پس از چند روز　　پئے فکرِ دُنیائے دوں کم بسوز

کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے تو اس ذلیل دُنیا کے غم میں نہ جلا کر

ہر آں کو بدنیائے دوں مبتلا است　　گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است

ہر وہ شخص جو حقیر دنیا کے پیچھے پڑا ہے - وہ رنج، عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے

برست آنکہ بر موت دارد نگاہ　　بریدہ ز دُنیا دو دیدہ براہ

جو موت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے - دنیا سے کٹ کر اُس کی دونوں آنکھیں صراطِ مستقیم پر لگ گئیں

سفر کردہ پیش از سفر سوئے یار　　کشیدہ ز دُنیا ہمہ رَخت و بار

مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا اور دُنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا

پئے دارِ عقبےٰ کمربستہ چُست　　رہا کردہ سامانِ ایں خانہ سُست

(اُس نے) آخرت کے لئے اپنی کمر کس کر باندھ لی اور اس نکمّے گھر کا سامان چھوڑ دیا

(رسالہ الوصیت - صفحہ ۲۴ روحانی خزائن جلد ۲۰)

قرآن کریم میں علاماتِ وقف کا تعارف

مرتبہ: مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب

قرآن کریم ایک مکمل جامع اور عالمگیر کتاب شریعت ہے- تمام دنیا خواہ وہ مشرقی ہو یا مغربی سب کے لئے یہ آفاقی پیغام ہے- اہل عرب کے علاوہ دیگر قومیں قرآنی وعلامات وقف کے رموز واشارات نہ جاننے کے باعث تلاوت میں ایسی غلطیاں کرتے ہیں جس سے آیات کے مفہوم میں تبدیلی واقع ہوتی ہے-

قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اسے ترتیل یعنی خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم ہے اور خوش الحانی کا تقاضا ہے کہ آواز میں تسلسل اور روانی ہو- تلاوت کرتے ہوئے جگہ جگہ رُکنا نہیں چاہیئے سوائے اس کے کہ مضمون اس کا متقاضی ہو- چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ "کَانَ یُقَطِّعُ قِرَاءَ تَہٗ اٰیَۃً اٰیَۃً" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت میں ایک ایک آیت پر قطع فرمایا کرتے تھے- تاہم آیات کے وسط میں بھی وقف کی ضرورت پیش آسکتی ہے اور چونکہ قرآن مجید عربی سمجھنے والے اور نہ سمجھنے والے ہر ایک پر عربی زبان میں ہی پڑھنا ضروری ہے- لہٰذا سہولت کی خاطر علماء نے علاماتِ وقف مقرر فرما دی ہیں- یہ علامات متعدد ہیں عمومی طور پر انہیں تین اقسام میں ترتیب دیا جاسکتا ہے-

(۱) وقفِ تام کی علامات (۲) وقفِ کافی کی علامت (۳) وقفِ حسن کی علامات

(۱) وقفِ تام: اس سے مراد ایسے لفظ پر وقف ہے کہ اس کا مابعد نہ تو اس لفظ سے اور نہ ہی اس سے ماقبل کے ساتھ کوئی لفظی یا معنوی تعلق رکھتا ہو جیسے سورۃ الانعام میں ہے اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ..... لفظ یَسْمَعُوْنَ پر ایک بات مکمل ہوگئی ہے اور اگلے حصہ میں دوسری بات بیان ہوئی ہے- لہٰذا یَسْمَعُوْنَ ط پر وقفِ تام ہے وقفِ تام میں آیت کی علامت کے علاوہ دو علامات "م، ط" آتی ہیں-

(۲) وقفِ کافی: اس سے مراد ایسے لفظ پر وقف ہے کہ اس کے مابعد اس سے اور نہ ہی اس سے ماقبل کے ساتھ کوئی لفظی تعلق ہو- تاہم معنوں کے لحاظ سے ان کا باہم تعلق ہو- جیسے سورۃ البقرہ میں وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ج وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ میں لفظ مِنْ قَبْلِکَ پر متقیوں کے بارہ میں ایک بات کہہ دی گئی- مگر اس سے اگلا حصہ بھی اُنہی کی ایک صفت کے بیان میں ہے لہٰذا مِنْ قَبْلِکَ پر وقفِ تام تو نہیں وقفِ کافی ہوا- وقفِ کافی کے ذیل میں صرف "ج" ہی آتی ہے-

(۳) وقفِ حسن: اس سے مراد ایسے لفظ پر وقف ہے کہ اس کا مابعد اس سے یا اس سے ماقبل کے ساتھ لفظی اور معنوی تعلق رکھتا ہو لیکن اس وقف والے لفظ پر بھی ایک حد تک بات مکمل ہوتی ہو جیسے اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ق وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ مِنْ رَّبِّھِمْ پر متقین کے متعلق ایک بات کہہ دی گئی مگر اگلے جملے میں بھی اُنہی سے متعلق بات ہے لہٰذا "رَبِّھِمْ" وقفِ حسن ہے- وقفِ حسن کے زمرہ میں درج ذیل علامات آتی ہیں "ز، ص، ق، قف، صلے، قلے، صل" ان کے علاوہ کچھ اور بھی

علامات ہیں ان سب کی علیحدہ علیحدہ وضاحت ذیل میں پیش ہے۔

م: یہ حرف ،لفظ "لازم" کا مخفف ہے۔ یہ علامت ایسے موقعہ پر ہوتی ہے جہاں پر معنوی لحاظ سے مضمون پورا ہو جاتا ہے۔ اس جگہ نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہوتا ہے کہ دو مضامین باہم خلط ملط ہو جائیں۔ اس لئے یہاں وقف لازم قرار دیا گیا ہے۔

ط: یہ حرف ،لفظ "مُطْلَق" کا مخفف ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ بات پوری ہوگئی۔ پڑھنے والے کو وقف کر لینا چاہئے۔

ج: یہ حرف ،لفظ "جائز" کا مخفف ہے۔ یہاں وصل اور وقف دونوں درست ہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

(نوٹ: وقف جائز ہے یا وقف کیا جا سکتا ہے سے مراد یہ ہے کہ جس لفظ پر آپ ٹھہرے ہیں اور قاعدے کے لحاظ سے وہاں وقف جائز ہے تو آپ اس لفظ کے اگلے حصے سے تلاوت جاری رکھ سکتے ہیں۔ جہاں یہ ذکر آئے گا کہ اس علامت پر وقف جائز نہیں وہاں یہ مراد ہوگی کہ اگر آپ کو یہاں رُکنا پڑے تو آپ کو پیچھے سے کچھ الفاظ لے کر تلاوت جاری رکھنی ہوگی۔)

ز: یہ حرف لفظ "مُجَوَّز" کا مخفف ہے۔ یہاں وقف کی وجہ بھی موجود ہوتی ہے اور وصل (ملانے) کی بھی۔ لیکن وصل کی جہت زیادہ قوی اور واضح ہوتی ہے۔ گویا وقف جائز ہے مگر نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص: یہ حرف ،لفظ "مُرَخَّص" کا مخفف ہے۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ یہاں دونوں باتوں کا باہمی تعلق ہے۔ ہاں معنوں کے لحاظ سے ہر بات مستقل حیثیت بھی رکھتی ہے۔ یہاں تو ملا کر پڑھنا چاہئے تاہم وقف بھی جائز ہے۔

ق: یہ حرف "قِيْلَ عَلَيْهِ الْوَقْفُ" کہتے ہیں یہاں وقف ہے کا مختصر ہے گویا یہاں بھی وقف جائز ہے تاہم یہ علامت ضعفِ وقف کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف: "يَقِفُ عَلَيْهِ الْوَاقِفُ" (ٹھہرنے والا یہاں ٹھہرتا ہے) کا مختصر ہے گویا وقف جائز ہے لیکن اگر وقف نہ کیا جائے تو مطلب نہیں بگڑتا۔ جہاں یہ گمان ہو کہ پڑھنے والا وصل کرے گا وہاں "قف" علامت لکھی جاتی ہے۔

قلے: یہ "اَلْوَقْفُ اَوْلٰی" کا مختصر ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ وقف بہتر ہے تاہم وصل میں بھی کوئی حرج نہیں۔

صلے: یہ "اَلْوَصْلُ اَوْلٰی" کا مختصر ہے جس کے معنی ہیں کہ وصل یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے تاہم وقف بھی جائز ہے۔

صل: یہ "قَدْ يُوْصَلُ" کا مختصر ہے جس کے معنی ہیں کہ کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ گویا اس علامت پر بھی وقف جائز ہے۔

لا: یہ "لَا يُوْقَفُ عَلَيْهِ" کا مختصر ہے جس کے معنی ہیں کہ یہاں ٹھہرا نہیں جاتا ہے، مراد یہ ہے کہ اگر یہاں ٹھہرنا پڑے تو ابتداء مابعد سے نہ کی جائے بلکہ ماقبل سے اعادہ کیا جائے۔ تاہم اگر یہ علامت آیت کی علامت کے اوپر ہو تو وقف جائز ہے۔

ك: یہ حرف ،لفظ "کَذٰلِکَ" کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں "اسی طرح" یعنی گزشتہ علامتِ وقف کا سا معاملہ ہے۔

مع: یہ لفظِ "معانقہ" کا مخفف ہے جس کے معنی گلے ملنے کے ہیں- دو مقامات پر قریب قریب تین نقطے " " لگائے جاتے ہیں- ان کے بارہ میں تین توجیہات ہیں- (۱) یہ اس امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ ان نقطوں میں گھرے ہوئے لفظ کا تعلق ماقبل سے بھی ہے اور مابعد سے بھی- (۲) ان نقطوں کے مابین مضمون کا تعلق ماقبل سے بھی ہے اور مابعد سے بھی- جیسے البقرہ آیت نمبر ۱۵۳ (۳) بعض علماء کے نزدیک پہلی جگہ وقف ہونا چاہیئے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک دوسری جگہ پر وقف ہونا چاہیئے- اسی بناء پر اسے "مراقبہ" بھی کہتے ہیں جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ پڑھنے والا احتیاط سے غور کرے وقف کی تعیین کرلے- معانقہ کے بارہ میں حکم یہ ہے کہ دونوں جگہوں میں سے کسی ایک پر وقف کرنا چاہیئے- پہلی جگہ وقف کریں تو دوسری جگہ نہ کریں- اسی طرح اس کے برعکس......

س: یہ لفظِ "سکتہ" کا مخفف ہے- مضمون کے تقاضے کے پیشِ نظر تلاوت کے دوران سانس کو روک کر خاص کیفیتِ ادا کو وقفہ کہتے ہیں جس میں توقف ذرا زیادہ ہوتا ہے مگر سانس نہیں توڑا جاتا- گویا وقف وقف کے اور سکتہ وصل کے قریب تر ہے-

علاماتِ وقف کے بارہ میں عمومی وضاحت: وسیع و عریض کائنات اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس پر غور کر کے سائنسدان آئے دن حیرت انگیز انکشافات سے محظوظ ہوتے ہیں اور مسلسل نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں- اس کے مقابلے میں قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو ارشادِ باری "لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىْ" کا مصداق ہے- اس میں بھی لامتناہی پنہائیاں اور بے پناہ گہرائیاں ہیں- اس کلام کا احاطہ کرنے کا دعویٰ ایسے ہی ہے جیسے کل کائنات کا احاطہ کرلیا جائے جو ظاہر ہے محض ایک جاہلانہ دعویٰ ہوگا- چنانچہ قرآنِ مجید کے بارہ میں علماء ربانی نے غور و تدبر کر کے اس کے معانی سمجھنے کی کوشش کی ہے اور ہماری سہولت کی خاطر ان معانی ہی کے پیشِ نظر رموزِ اوقاف مقرر کئے ہیں- ان رموز کا متعدد ہونا ناچیز کی رائے میں ان بزرگوں کی قصر فہمی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ امر اس بزرگ کلام کی بے پناہ وسعتوں پر دلالت کرتا ہے- اس لئے ان رموز پر جو معانی کے لحاظ سے بیشتر ایک جیسے نظر آتے ہیں پریشان ہونا درست نہیں-

یہ علامات قرآنِ مجید کے بعض چھاپوں میں علامتِ آیت "○" کے اوپر بھی لکھی ہوئی ملتی ہیں اور بعض اوقات ایک ہی جگہ دو یا تین علامتیں اکٹھی بھی لکھی ہوتی ہیں- اسی طرح آیت کی علامت کے اوپر بعض مقامات پر "لا" لکھا ہوتا ہے- حالانکہ "لا" کے معنی تو ہیں کہ یہاں وقف نہیں- جب کہ آیت کی علامت تو سب سے پختہ علامتِ وقف ہے- اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دراصل یہ علامات عبارت کے مفہوم اور تفسیری نکات کے پیشِ نظر ہیں اور قرآنِ مجید کے کئی بطون ہیں- اس لحاظ سے کئی علامات کا ایک جگہ لکھا جانا یا آیت کی علامت پر "لا" لکھنا تعجب انگیز نہیں رہتا-

مادی کائنات پر تو غور و فکر جاری ہے- قرآن مجید پر بھی اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کی دعوت دی ہے فرمایا "اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ- چنانچہ اگر کوئی شخص عربی زبان پر عبور رکھتا ہے اور فرمانِ الٰہی "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کے مطابق مُطَهَّرُوْن کے زمرہ میں آتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ الٰہی نور کی روشنی میں ان علامات کے بغیر بھی وقف کرلے یا عبارت کے مفہوم کے نئے پہلو کے پیشِ نظر ان علامات کو آگے پیچھے کردے-

نظام وصیت کی اہمیت

از: مکرم مشہود احمد طور صاحب

وصیت سے مراد کسی شخص کا اپنی زندگی کے بعد اپنے اموال و جائیداد کو کسی غیر وارث کے لئے دینا وصیت کہلاتا ہے۔ جب کہ یہ لفظ کسی تاکیدی نصیحت کے لئے بھی مستعمل ہے۔ قرآن حکیم میں بعض مقامات پر لفظ وصیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے جس سے مراد تاکیدی حکم ہے۔ قرآن کریم میں وصیت کا ایک اور رنگ میں بھی تذکرہ ملتا ہے۔ جس سے مراد نیک لوگوں کا اپنی آل اور متوسلین کو نیک کاموں کی وصیت کرنا ہے۔ اسی طرح مومنوں کو ایک ایسی منافع بخش تجارت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو مالی قربانی سے ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی جو علامات بتائی گئی ہیں اُن علامات میں اگر گناہوں کی کثرت کا ذکر آتا ہے تو جنت کے قرب اور اس کے حصول کی بھی خوشخبری دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ۔

یعنی جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔ گویا ایسے حالات میں اُن لوگوں کے لئے جو خدا سے محبت کریں گے اور اس کی رضا چاہیں گے ان کے لئے اس کا حصول بھی سہل ہو جائے گا۔

امام الزمان اور جنت کی خوشخبری: رضائے الٰہی کا ایک ذریعہ امام الزمان کو قبول کرنا اور اس کی اتباع ہے۔ وہ امام جو حدیث رسولؐ کے مطابق "یُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِی الْجَنَّةِ" (منتخب کنز العمال ومسلم) کا مصداق ہوگا۔ یعنی وہ اپنی جماعت کو جنت میں ان کے درجات کے بارے میں اطلاع دے گا۔ اس پیشگوئی میں نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں اُس نظام وصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر دین حق کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی جانے والی تھی۔ چنانچہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر نظام وصیت کے ساتھ بہشتی مقبرہ قائم کیا اور یہ خوشخبری دی۔ جس کے نتیجہ میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "یُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِی الْجَنَّةِ" پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

نظام وصیت کا قیام: یہ بھی تصرف الٰہی ہے کہ عین اس خبر کے مطابق ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم کشف میں ایک جگہ دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ (رسالہ الوصیت)

بہشتی مقبرہ کی تحریک حضرت اقدسؑ کو الہاماً اگرچہ ۱۸۹۸ء میں ہو چکی تھی اور اس کی تاسیس کے لئے آپ ہر وقت کوشاں رہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں مصلحتوں کے مطابق اس کا قیام سات برس بعد ۱۹۰۵ء کے آخر میں عمل میں

آیا خالصۃً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس نظام سے اطلاع دی گئی آپ نے معترضین کے اعتراضوں کا جواب بڑی تحدی سے دیا اور فرمایا کہ نظام وصیت خالصۃً الٰہی منشاء کے مطابق ہے- اور اس نظام کے ذریعہ دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ نصیب ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝ (سورة الصف آیت ۱۰)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے- خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے انسان کا اس میں دخل نہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا-'' (رسالۃ الوصیۃ: صفحہ ۲۲، ۲۳ حاشیہ)

نیز فرمایا

''ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو- وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنادیں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے- بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے-

"......اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۝" (العنکبوت آیت ۳)

ترجمہ ''کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے''

اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہ رضی اللہ عنھم کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا- اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے ..... بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے- پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدّنیا ہونا ثابت کرائیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے

اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے۔ وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اُس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لیے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی '' (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۹ تا ۳۱)

رسالہ الوصیت کا مضمون: (۱) اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ تمام الہامات درج فرمائے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات قریب ہے نبی کی وفات سے اس کی قوم میں جو زلزلہ پیدا ہوتا ہے اُس کے متعلق حضرت اقدس نے اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔

پہلی قدرت نبی کا وجود ہوتا ہے اور نبی کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کیا۔ جنہوں نے اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا۔ حضرت اقدس نے جہاں اپنی وفات کی خبر دی وہاں ساتھ ہی خلافت کے ایک دائمی سلسلہ کی اپنی جماعت میں جاری ہونے کی بشارت بھی دی گویا اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کی خبر دے کر جماعت کو ذہنی طور پر تیار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہو ساتھ ہی دائمی خلافت کی خبر بھی دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ ہے کہ تم بہشتی زندگی گزارو تا جنت کے وارث بن جاؤ۔ پھر مالی قربانی کے دسویں حصہ یا اس سے زیادہ کی ترغیب دی۔ یہ مالی قربانی بہشتی زندگی کا ایک بنیادی حصہ ہے۔

(۲) حاصل شدہ اموال کے مصارف بھی تفصیل سے بیان کر دیئے کہ اس سلسلہ کی اشاعت تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ نیز فرمایا باہمی مشورہ سے ترقی اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے استعمال ہوگا نیز ..... ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں کا بھی حق ہوگا۔ جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔

(۳) اس رسالہ میں روحانی انقلاب کے لئے۔ عظیم الشان راہنمائی اور جماعت کو نصیحتیں کی ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یعنی توحید خالص کو شاندار پُر کشش انداز میں بیان فرمایا اور اس کے قیام کی تاکید کی۔

آپ فرماتے ہیں: '' خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر

کرو- تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے- کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ- ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ-'' (صفحہ ۸-۹)

نیز فرمایا:

اے سننے والو سنو!! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں- ہمارا خدا وہ خدا ہے- جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے- اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی- وہ وہی واحد لاشریک ہے- جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں- وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں- جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے-'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۰)

نظام وصیت کی شرائط: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں- اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں- اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا-

(۱)　اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے- لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنوآں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے- اس لئے وہاں ایک پل طیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا- جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا- سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے- وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیئے- لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا- اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا- اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں-

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا - جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا - اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا - اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورۂ بالا خرچ کریں گے - اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت...... کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت...... میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے - وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے - اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے - فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں - ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا - جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اور جائز ہوگا کہ اُن اموال کو بطور تجارت کے ترقی دی جائے - یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے - جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے - مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی - جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں - سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں - ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو اُن کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے -

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو - سچا اور صاف مسلمان ہو -

(۴) ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے - (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۹ تا ۲۱)

نظام وصیت کی غرض و غایت: اس نظام کی غرض اصلاح نفس، پاکیزہ روحانی جماعت کی تیاری تھا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں - ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں - اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے -'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۹ تا ۱۰)

نیز فرمایا: ''اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح

القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لیے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو- دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو- درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو- اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو- اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ- تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا- اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا- خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ- جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے-لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے- اور تم ان راست بازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں- اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے-لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں- خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے- وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے-تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے-لیکن قدم صدق نہیں رکھتا دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے- اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے- جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے- پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنی اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں- اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو-تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا- بلکہ تم اِس حالت میں زمین کے کیڑے ہو- اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا- بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا-لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمھارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا- جس میں تم رہتے ہو گے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں- اور وہ شہر بابرکت ہوگا- جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا-

(رسالہ الوصیت صفحہ ۷ تا ۸)

نظام وصیت کی عالمگیریت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع ہونے کی وجہ سے ساری دنیا کے لئے ہے- اس لئے نظام وصیت بھی عالمگیر ہے- چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود...... فرماتے ہیں:-

''یہ نظام ملکی نہ ہوگا بلکہ بوجہ مذہبی ہونے کے بین الاقوامی ہوگا- انگلستان کے سوشلسٹ وہی نظام پسند کرتے ہیں- جس کا اثر انگلستان تک محدود ہو- مگر احمدیت ایک مذہب ہے وہ اس نئے نظام کی طرف روس کو بھی بلاتی ہے- وہ جرمنی کو بھی بلاتی ہے وہ انگلستان کو بھی بلاتی ہے- وہ امریکہ کو بھی بلاتی ہے- وہ ہالینڈ کو بھی بلاتی ہے- وہ چین اور جاپان کو بھی بلاتی

ہے- پس جو روپیہ احمدیت کے ذریعہ اکٹھا ہوگا- وہ کسی ایک ملک پر خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ ساری دنیا کے غریبوں کے لئے خرچ کیا جائے گا- وہ ہندوستان کے غرباء کے بھی کام آئے گا- وہ چین کے غرباء کے بھی کام آئے گا- وہ جاپان کے غرباء کے بھی کام آئے گا- وہ افریقہ کے غرباء کے بھی کام آئے- وہ عرب کے غرباء کے بھی کام آئے گا- وہ انگلستان، امریکہ، اٹلی، جرمنی اور روس کے غرباء کے بھی کام آئے گا-''

''غرض وہ نظام جو دنیوی ہیں وہ قومیت کے جذبہ کو بڑھاتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ نظام پیش کیا ہے- جو عالمگیر اخوت بڑھانے والا ہے- پھر روس میں تو روس کا باشندہ جبراً اپنی جائیداد دیتا ہے- لیکن وصیت کے نظام کے تحت ہندوستان کا باشندہ اپنی مرضی سے سب دنیا کے لئے دیتا ہے مصر کا باشندہ اپنی مرضی سے اپنی جائیداد سب دنیا کے لئے دیتا ہے- شام کا باشندہ اپنی مرضی سے اپنی جائیداد سب دنیا کے لئے دیتا ہے یہ کتنا نمایاں فرق ہے اسلامی نظام نو اور دنیوی نظام نو میں؟'' (نظام نو صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲)

حضرت اقدسؑ کی مالی قربانی کی ترغیب اور اُس کا نتیجہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے- مجھے اس بات کا غم نہیں یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی- جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گزارہ نہ ہو اُن کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے-'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۱)

وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے روپیہ میں حیرت انگیز اضافہ: حضرت مصلح موعود...... تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی مجھے اس بات کا خیال نہیں کہ وصیت کے نتیجہ میں اتنے روپے کہاں سے آئیں گے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ کہیں لوگ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھا جائیں- گویا تم تو یہ کہتے ہو کہ ساری دنیا کے غریبوں کا انتظام کس طرح کرو گے اور وہ مال کہاں سے آئے گا جس سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں گی- مگر مجھے اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ یہ مال کہاں سے آئے گا- یہ مال آئے گا اور ضرور آئے گا مجھے تو فکر یہ ہے کہ کہیں کثرت مال کو دیکھ کر دنیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی نہ رہ جائیں اور وہ لوگ جن کے سپرد یہ اموال ہوں وہ دنیا سے پیار کرنے نہ لگ جائیں- اور لالچ کی وجہ سے ان مدات میں روپیہ خرچ نہ کریں- جن مدات کے لئے یہ روپیہ اکٹھا کیا جائے گا-

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سوال خود ہی اُٹھایا ہے اور پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ لوگ یہ

خیال نہ کریں کہ اتنے خزانے کہاں سے آئیں گے۔ آئیں گے اور ضرور آئیں گے۔ مجھے اگر ڈر ہے تو یہ کہ کہیں کثرت مال کو دیکھ کر لوگ دنیا سے پیار نہ کرنے لگ جائیں کیونکہ روپیہ اکٹھا ہوگا۔ اور اتنا اربوں ارب اور اربوں ارب اکٹھا ہوگا کہ اتنا مال نہ امریکہ نے کبھی دیکھا ہوگا نہ روس نے کبھی دیکھا ہوگا نہ انگلستان نے کبھی دیکھا ہوگا۔ نہ جرمنی اٹلی اور جاپان نے کبھی دیکھا ہوگا بلکہ ساری حکومتوں نے مل کر بھی اتنا روپیہ کبھی جمع نہیں کیا ہوگا۔ جتنا روپیہ اس ذریعہ سے اکٹھا ہوگا۔ پس چونکہ اس ذریعہ سے اس قدر دولت اکٹھی ہوگی کہ اس قدر دولت دنیا کی آنکھ نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوگی۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں بددیانتی پیدا نہ ہو جائے۔ پس تم اس بات کا فکر نہ کرو کہ یہ نظام کس طرح قائم ہوگا۔ تم یہ فکر کرو کہ اس کو صحیح استعمال کرنے کا اپنے آپ کو اہل بناؤ دنیا کی جائیدادیں تمہارے ہاتھ میں ضرور آئیں گی مگر تم کو اپنے نفوس کی ایسی اصلاح کرنی چاہیئے کہ وہ جائیدادیں تمہارے ہاتھ سے دنیا کے فائدہ کے لئے صحیح طور پر خرچ کی جائیں۔" (نظام نو صفحہ ۱۲۷ تا ۱۲۸)

نظام وصیت کے فوائد: ہر موصی کے دل میں خوف خدا اور اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دین حق اور سلسلہ کے کاموں سے بھی سچی محبت اور وفاداری پیدا ہوتی ہے۔ جس سے ایک عظیم الشان روحانی اور مالی انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔

○ **امن وعافیت کا ذریعہ:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام کو امن وعافیت کا ذریعہ قرار دیا۔ فرمایا:

"سو راست باز بنو اور تقویٰ اختیار کرو! تا بچ جاؤ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھا دے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔" (رسالہ الوصیت صفحہ ۳)

○ **قرب پانے کا میدان:** آپ فرماتے ہیں: "تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک ہو جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔" (رسالہ الوصیت صفحہ ۹)

○ **پاک دل لوگوں کی خواب گاہ:** آپ فرماتے ہیں:

"دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی

ہے کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں...... میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو۔ جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔ پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۷ تا ۱۹)

وصیتی اَموال کے خرچ کرنے کے مختلف مواقع : نظامِ وصیت دنیا کے اقتصادی مسائل کا بھی حل ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود...... تحریر فرماتے ہیں:

''وصیت کے متعلق یہ خیال کرنا غلط ہے کہ اس کا روپیہ صرف تبلیغ ...... پر خرچ کیا جا سکتا ہے ''الوصیت'' کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ اس روپیہ سے اور کئی مقاصد کو بھی پورا کیا جائے گا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ہر ایک امر جو مصالح اشاعت (دین) میں داخل ہے۔ جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے یعنی آئندہ زمانہ میں اشاعت (دین) کی ایسی مصلحتیں ظاہر ہوں گی یعنی (دین) کو عملی جامہ پہنا کر اس کی خوبیوں کے اظہار کے مواقع ایسے نکلیں گے کہ ان پر وصیت کے روپیہ کو خرچ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہوگا۔ پھر ''یتیموں اور مسکینوں'' کے الفاظ بھی حضرت مسیح موعودؑ نے استعمال فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ اس روپیہ پر محتاجوں کا حق ہے۔ پس درحقیقت ان الفاظ میں اسی نظام کی طرف اشارہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے کہ ہر فردِ بشر کے لئے کھانا مہیا کیا جائے۔ ہر

فرد بشر کے لئے کپڑا مہیا کیا جائے ہر فرد بشر کے لئے مکان مہیا کیا جائے ہر فرد بشر کے لئے تعلیم اور علاج کا سامان مہیا کیا جائے اور یہ کام ٹیکسوں سے نہیں ہوسکتا اسی طرح ہوسکتا ہے کہ جائیدادیں لی جائیں اور اس ضرورت پر خرچ کی جائیں۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربا۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ تم ایسے دعوے کرو اور اس قسم کی موہوم امیدوں کو جامہ عمل پہنا سکو۔ مگر یہ شبہ بھی درست نہیں۔ اس لئے کہ جب ہم یہ بات پیش کرتے ہیں تو اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کا دنیا کے تمام ممالک میں پھیل جانا مقدّر ہے۔ پس جب کہ ہم خدا تعالیٰ کے الہامات اور اس کے وعدوں کے مطابق یہ یقین رکھتے ہیں کہ آج سے پچاس یا ساٹھ یا سو سال کے بعد بہرحال دنیا پر احمدیت کا غلبہ ہو جائے گا۔ تو ہمیں اس بات پر بھی کامل یقین ہے کہ یہ نظام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے ایک دن قائم ہو کر رہے گا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔''

(نظام نو صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۶)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ خلیفہ وقت کی رہنمائی اور نگرانی میں جماعت احمدیہ اشاعت دین کے لئے جہاد کر رہی ہے جو یاجوج ماجوج اور دجالی قوتوں کے خلاف ہے۔ ایک دن آئے گا کہ دین حق غالب ہوگا۔ اس نظام کے ذریعہ غریبوں کی غربت دور ہوگی دکھی انسانیت کے تمام دکھ دور ہوں گے۔ یتیموں، بیوگان کا باعزت سہارا ہوگا۔ تعلیم کا بندوبست ہوگا۔ جس سے جہالت دور ہوگی قرآن کی روشنی چار سو پھیل جائے گی اور ایک روحانی انقلاب برپا ہوگا۔

نظام وصیت اور احباب جماعت کو ہدایت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں اور مخالفوں کو بھی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دیں۔ ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۳)

حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں:۔ پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ پس اے دوستو! دنیا کو نیا نظام ...... دیا جا رہا ہے۔ تم تحریکِ جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ (نظام نو صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

جلد سے جلد وصیتیں کرنے کی ضرورت: حضرت مصلح موعود...... مزید فرماتے ہیں:

''پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آ جائے جب کہ چاروں طرف ...... احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں اُن سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا۔ جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا۔ اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جن نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔'' (نظام نو صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

الوصیت کے ذریعہ نیا نظام: حضرت مصلح موعود...... فرماتے ہیں:

''یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی۔ آپ صاف فرماتے ہیں ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ (دین) میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اُس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں۔ جن کو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اُس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام ''الوصیت'' میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ (الوصیت) کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔'' (نظام نو صفحہ ۱۱۷)

خدا کرے کہ ربّ کریم ہمیں وہ مقام اتقاء اور صدق و وفا دے کہ اس نظام میں اخلاص سے حصہ لے سکیں۔

مضمون نگار حضرات سے درخواست

مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ (۱) اپنے علمی تحقیقی اور تربیتی مضامین میں رسالہ کے معیار کو مدنظر رکھیں اور ایسے مضامین کی اشاعت کا انتظار کریں (۲) اصل مضمون بھجوائیں مضمون کی فوٹوسٹیٹ کاپی شائع نہ ہوگی (۳) حوالہ جات اصل کتب سے دیں (۴) مضامین صاف، خوشخط اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں (۵) مضامین مختصر اور آسان فہم ہوں (۶) اگر کوئی دلچسپ حصہ مضمون یا اقتباس کسی کتاب یا رسالہ سے شائع کروانا مقصود ہو تو اس کی فوٹوسٹیٹ کاپی بھجوائیں۔ (ادارہ)

☆......☆......☆......☆......☆

غزل

دلوں میں بستی ہے یاد تیری لبوں پہ رہتا ہے نام تیرا
ہے کتنی میٹھی زبان تیری ہے کتنا شیریں کلام تیرا

تیری سیاست ہے آسمانی، تیری خلافت ہے آسمانی
کہ راہِ مولیٰ پہ چلنے والوں میں ذکر ہے صبح و شام تیرا

تیری قیادت، تیری امامت، تیری خلافت رہے سلامت
ہے کتنی رحمت خدا کی تم پر ہے کتنا عالی مقام تیرا

لوائے دین مبیں تمہی ہو صدائے علم و یقین تمہی ہو
نِدائے فتح مبیں تمہی ہو خدا ہو ناصر مدام تیرا

اگرچہ ربوہ کی سرزمین ہے خدا کے انوار کی نشانی
مگر ترستی ہیں لاکھوں آنکھیں کب ہو گا دیدار عام تیرا

تیری محبت تیری عنایت - میری عقیدت میری سعادت
ہمیشہ عفو و کرم شعاری سے کام لینا ہے کام تیرا

اگرچہ آنکھوں سے دور ہو تم مگر دلوں کے قریب تر ہو
یہاں بھی جاری وہاں بھی جاری ہے چشمۂ فیض عام تیرا

ہر ایک مومن کا دل جدائی میں تیری بیتاب ہو گیا ہے
ہر ایک مومن کو مل گیا ہے محبتوں کا پیام تیرا

خدا کرے کہ وہ لوٹ آئیں مسرتوں سے بھری فضائیں
خدا کرے کہ ہو خیر مقدم یہاں بصد احتشام تیرا

میرے مقدر کے چاند تارے چمک اٹھیں میری زندگی میں!
کہ خوش نصیبی سے آج احسنؔ ہے صدقِ دل سے غلام تیرا

سید احسنؔ اسمٰعیل صدیقی مرحوم

افغانستان میں عبرانی کتبات کی دریافت

بنی اسرائیل کا تاریخی، مذہبی اور ثقافتی ورثہ

تحقیق وتحریر: مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ''چٹھی مسیح''

قرونِ اولیٰ سے ہی سرزمینِ افغانستان مشرقِ وسطیٰ اور شمالی ایشیائی قوموں کے لئے پناہ گاہ رہی ہے- یہاں وہ قبائل بھی آئے جنہوں نے اپنی طاقت کا سکہ منوایا- اور وہ بھی کہیں نہ کہیں سے ہجرت اور نقل مکانی کر کے آباد ہوئے جو دوسری طاقتور قوموں کے ہاتھوں مجبور ہوئے- تین صدیاں قبل مسیح یونانی فاتح سکندراعظم نے بھی یہاں یونانی آثار اور باقی قوموں نے اپنی اپنی ثقافت اور تہذیب کے نشان چھوڑے- زیرنظر مضمون انہی شواہد پر مشتمل ہے جو آثارقدیمہ کے ماہرین کی تحقیق ہے-

افغانستان میں عبرانی کتبات کی دریافت کی تاریخ تقریباً دوسو سال پرانی ہے- ۱۸۰۱ء میں ایک انگریز افسر سراورل سٹین کو چینی ترکستان میں آثارقدیمہ کی کھدائیوں کے سلسلہ میں مامور کیا گیا جہاں ان کو ختن کے علاقہ میں (جو شمال مشرقی افغانستان کے کونہ سے ملحقہ چین کا علاقہ ہے) ایک جگہ Dandanuiliq سے کھدائیوں کے دوران ایک بوسیدہ چمڑے پر عبرانی تحریر دستیاب ہوئی جس کی زبان فارسی تھی- یہ تحریر کسی یہودی کے کسی دوسرے شخص کے نام ایک بھیڑ کی خرید کے متعلق خط پر مشتمل ہے- اگرچہ یہ تحریر افغانستان سے تو نہیں ملی تاہم افغانستان سے ملنے والے بعد کے عبرانی کتبات یا تحریرات (جن کی زبان فارسی ہے) میں تحقیقاتی مواد کے پہلو سے شامل ضرور کی جا سکتی ہے- چنانچہ موازنہ کے لئے بعض علماء نے اس تحریر کا اپنے مضامین میں حوالہ دیا ہے- اس کے بعد مختلف اوقات میں اب تک افغانستان سے مختلف جگہوں سے مختلف عبرانی کتبات (جن کو مناسب ہوگا کہ یہودی کتبات کے نام سے پکارا جائے) دریافت ہوتے رہے- انہی کتبات میں سے ایک ''تنگ ازاو'' کے کتبات کا سلسلہ بھی ہے- جو''غور'' کے علاقہ سے ہی ملے ہیں- ان کے متعلق مفصل تحقیقات W.B.Henning اور Eugene Ludwig Rapp نے علی الترتیب "Bulletine of the School of Oriental and African Studies" اور رسالہ East-West کے شمارہ نمبر ۱، ۲، جلد نمبر ۱۷، ۱۹۶۷ء میں شائع ہو چکی ہے- اس کے علاوہ ایک کتبہ ہرات کے قریب سے دستیاب ہوا- جس پر ایک مفصل مضمون Andre Dupont Sommer ایک فرانسیسی محقق نے ۱۹۴۶ء میں تحریر کیا جو رسالہ AIBL کے شمارہ ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا- (صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۷) پروفیسر موصوف نے اپنی تحقیقات کے دوران یہ ثابت کیا کہ یہ کتبہ خالصتاً عبرانی تحریر اور عبرانی زبان میں ہے- (یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ ''کتبہ کابل'' کے نام سے دو کتبے آپس میں خلط ملط ہو گئے ہیں- Sommer کے کتبہ کو بھی ''کتبہ کابل'' کا نام دیا گیا ہے- اور Rapp نے اپنی کتاب کے آخری کتبہ نمبر ۲۱ (۱۳۶۵ء) کو بھی ''کتبہ کابل'' کا نام دیا ہے-)اس غلطی کو دور کرنے کے لئے

اوّل الذکر کو کتبہ سومر (D. Sommer) اور راپ کے آخری کتبہ کو کتبہ کابل کا نام دیا گیا ہے) مگر بعد میں بعض سکالرز S.M. Stern (آکسفورڈ) W.J. Fischel (برکلے یونیورسٹی کیلی فورنیا امریکہ) اور E.L. Rapp (Mainz یونیورسٹی جرمنی) نے اپنی تحقیق کے دوران یہ ثابت کیا کہ یہ کتبہ عبرانی تحریر میں ہے مگر اس کی زبان فارسی ہے نہ کہ عبرانی اور اسطرح انہوں نے تحقیق کا رُخ بالکل ہی موڑ دیا اور اس کا نتیجہ بالکل اور نکلا۔

مگر سب سے زیادہ حیرت انگیز دریافت وہ تھی جو ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو Andrea Bruno کے ذریعہ مینار جام (علاقہ غور) کے پاس ہوئی۔ جس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ تقریباً ۵۰ سال پیشتر افغانستان کے علاقہ غور میں ایک انتہائی دشوار گذار پہاڑی علاقہ میں دریائے ہری اور دریائے جام (ہری رود اور جام رود یا جرود) کے سنگھم پر ایک قدیم مینار دریافت ہوا۔ اور اَب مینار جام کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بارھویں صدی کا مینار تھا اور دن بدن اس کی بنیادیں کمزور ہو رہی تھیں۔ چنانچہ اس یادگار کی حفاظت کا کام اٹالین معمار Andrea Bruno کے سپرد کیا گیا۔ یہ کام دسمبر ۱۹۶۲ء میں مکمل ہو گیا۔ جام میں قیام کے دوران برونو کو اس علاقہ کے ماحول کے متعلق بے شمار معلومات جمع کرنے کا موقعہ ملا۔ ان پہاڑوں کے متعلق وہاں کے مقامی باشندوں سے برونو کو علم ہوا کہ وہ لوگ ان پہاڑوں کو ''پتھروں والا پہاڑ'' کے نام سے پکارتے ہیں جس کا اصل نام کشکاک (Kushkak) تھا۔ برونو کے بیان کے مطابق اس علاقہ میں کسی زمانہ میں یہودیوں کی ایک آبادی موجود تھی اور یہ علاقہ جس میں آج مینار جام کھڑا ہے بعض ایسے تاریخی حقائق رکھتا ہے جس کی بناء پر یہ قدیم غوری سلطنت کا دارالحکومت فیروز کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔

۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو جب یہ کام ختم ہو گیا تو واپسی پر جام کے گاؤں کی طرف جاتے ہوئے برونو نے ایک بار پھر وہی راستہ اختیار کیا جو ایک مقامی مزدور نے سمجھایا تھا۔ چنانچہ کشکاک کی ڈھلوانوں پر چڑھتے ہوئے برونو کو ایک بڑا گول شکل کا پتھر نظر آیا جو گہرا سبز رنگ کا تھا۔ قریب سے دیکھنے پر اسے محسوس ہوا کہ اس پر بعض عبرانی حروف کندہ ہیں۔ اس کے قریب ہی اس چوٹی کے اردگرد واقع مختلف مجموعوں میں اسے بعض اور بھی پتھر ملے جن پر کچھ نہ کچھ حروف کندہ تھے۔ اور جن کو غالباً بارش کے پانی نے چوٹی سے نیچے لڑھکا دیا تھا۔ اور یہ امکان ہے کہ اس چوٹی کے قریب ہی کہیں یہودیوں کا کوئی قبرستان ہو گا۔ اس وقت برونو نے صرف ۴ پتھر وہاں سے اٹھائے اور کابل کے میوزیم کے سپرد کر دیئے۔ اگلے سال ۱۹۶۳ء میں برونو ایک مرتبہ پھر وہیں گیا اور بعض مزید کتبات تلاش کر کے کابل میوزیم میں بھجوا دیئے اور کچھ شاہرک کے گورنر کے پاس رکھوا دیئے تا وہ ان کو بحفاظت کابل بھجوا دے۔

ان پتھروں کی فوٹوز سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پتھر دراصل قبروں کے کتبے ہیں جو قبر کے سرہانے پر نشاندہی کے لئے لگائے جاتے تھے۔ چنانچہ ان کتبات سے اب ایک اور مسئلہ بھی کھڑا ہو گیا اور وہ یہ کہ کسی طرح اس بستی کی بھی نشاندہی کی جا سکے جس میں ان قبروں میں آرام کرنے والے یہودی رہائش پذیر تھے۔

برونو نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مینار جام کے قریب اور ہری رود کے اوپر والے کھنڈرات ایک قدیمی قلعہ کی

موجودگی کے آثار دیتے ہیں- اس لئے اس علاقہ کا ایک عمومی جائزہ یہ تاثر دیتا ہے کہ دراصل مینار جام کے ارد گرد کوئی ایک ہی شہر نہ تھا بلکہ اس کے ماحول میں ایک قلعہ بند قسم کا فوجی کیمپ تھا اور ایسا کیمپ جو ایک وقت میں ایک طرف فوج کو تازہ دم ہونے کا کام دیتا اور دوسری طرف فوجی دستوں کے اجتماع اور ان کے لئے رہائش گاہ تھی ایسے علاقہ میں بہت مناسب تھا اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ یہودی کتبات جو یہاں سے دستیاب ہوئے ایسے ہی یہودی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جو اس فوجی کیمپ کی مختلف ضروریات کو پورا کرتا جو ان کی مختلف تجارتی اور اقتصادی خدمات کی بجا آوری پر مامور تھے-

الغرض ان کتبات کی دریافت نے آثار قدیمہ کی تحقیقات کو ایک نئے موڑ پر ڈال دیا- بعض محققین کا پہلے سے ہی خیال تھا کہ غور کے علاقہ میں یہودی کتبات کی دریافت کی توقع ضرور ہے- طبقات ناصری جو کہ منہاج الدین السراج جوزجانی کی تصنیف ہے- اس میں بھی اس امر کا ذکر ہے کہ اس علاقہ میں یہودی لوگ آباد تھے- اس لئے ان کے آثار ملنے کی توقع ضرور تھی جو ان کتبات کی دریافت سے پوری ہوگئی- اس سے پہلے اس علاقہ (یعنی وسطی ایشیا) میں بہت کم عبرانی کتبات سے دنیا متعارف تھی- جن میں سے ایک وہ مشہور خط بھی ہے جو اورل سٹین Aurel Stein کو ختان کے قریب دندان یولیق سے ملا جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور دوسرے وہ مشہور کتبہ جس کے متعلق ڈوپوں سومر نے مضمون لکھا جو ۱۹۶۴ء کے AIBL میں شائع ہوا- اس کے علاوہ تنگ ازاو کے کتبات تھے- اور اس طرح ان جدید دریافت ہونے والے اہم اور اپنی نوعیت میں واحد قسم کے کتبوں سے عبرانی طرز تحریر، افغانستان میں یہودی قبائل اور مشرق میں ان کے انتشار کی تاریخ اور خود اس ملک (افغانستان) کی تاریخ پر بہت گہری روشنی پڑتی ہے-

پروفیسر سامر نے یہ محسوس کیا کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے واحد ہونے اور اسرائیلی انتشار کے مشرقی علاقوں اور ایران میں عبرانی تحریرات کی نایابی کے پیش نظر یہ کتبہ بہت ہی اہم ہے- چنانچہ انہوں نے آخر میں لکھا ہے-

"I wish that one succeed to determine with precision the place where this document was found. Without doubt, at this place, one could find a Jewish cemetery with, perhaps, numerous inscriptions, that may increase usefully the Hebraic epigraphy and the religious history of ancient Afghanistan."

یعنی میری یہ خواہش ہے کہ کوئی شخص پورے غور و فکر اور احتیاط اور مشاہدہ کے ساتھ اس جگہ کا تعین کرے جہاں سے کتبہ دریافت ہوا تھا- مجھے یقین ہے کہ اس جگہ ضرور یہودیوں کا کوئی قبرستان ہوگا جس میں عین ممکن ہے مزید کتبات بھی ملیں گے- جن سے عبرانی تحریرات اور خود افغانستان کی مذہبی تاریخ پر بہت روشنی پڑے گی-''

چنانچہ ان کتبات کی دریافت سے وہ متوقع قبرستان بھی دریافت ہوگیا- اس دریافت کی جگہ ہرات کے قریب ہے جہاں سے پہلا کتبہ دریافت ہوا تھا اور یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ عبرانی Epigraphy اور اسی طرح افغانستان کی مذہبی سیاسی اور تجارتی تاریخ پر یہ دریافت بلاشبہ گہری روشنی ڈالتی ہے- اس کتباتی مواد کا ہمارے پاس موازنہ کا ایک ہی ذریعہ ہے یعنی سامر والا کتبہ جو کہ اپنی تمام تر مشابہتوں کے ساتھ دریافت ہونے والے قبرستان سے ہی ملا تھا-

پروفیسر G. Gnoli ایک اطالوی پروفیسر سے جنہوں نے ان کتبات پر ایک کتاب "Le Iscrizioni Giudeo - Persione del Gur" تصنیف کی ہے۔ ان کے حوالہ سے ایک کتبہ پر یہاں تھوڑی سی روشنی ڈالنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - یہ کتبہ ایک مرحوم کی یاد میں کندہ کیا گیا تھا جس کا نام شعدان بن اسحاق (ش ادان بن ی س ح ق) تھا متن میں ایک مخصوص روایتی قسم کا تعزیتی فقرہ درج ہے۔ ''اس کا آرام عدن میں'' (نوحو بعدن) یعنی اس کو جنت (عدن) میں اطمینان نصیب ہے۔ اس قسم کا اندراج D. Sommer کے کتبہ میں بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں جنت عدن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ بلکہ دونوں جگہ طرزِ تحریر ایک سا ہی ہے۔ دونوں کا مادہ ن و ح ہے جو جنت میں پائے جانے والے اطمینان اور امن وسلامتی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہمارے اس کتبہ کی تاریخ میں بھی وہی عبرانی عنصر پایا جاتا ہے۔ جو D. Sommer کے کتبہ میں موجود ہے۔ اور دونوں کو ایک ہی لفظ کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے یعنی ''بتاریخ'' (ب ت ا ر ی خ) سال کے لئے فارسی میں بھی لفظ سال ہے (جیسا کہ کتبہ میں ''س ا ل'' سے واضح ہے چنانچہ کتبہ میں درج ہے ''در سال'' اور کتبہ سومر میں بھی س ل کا لفظ ہے۔ (SLY) مہینہ کا نام اس کتبہ میں عبرانی دیا گیا ہے جو کہ کیسلو (Kislew) ہے جیسا کہ Sommer کے کتبہ میں تشری (Tishri) ہے۔ دونوں ہی عبرانی مہینوں کے نام ہیں۔

اس طرح باقی کتبات میں بھی عبرانی کیلنڈر کے مطابق ہی ہے۔ چونکہ یہ قبروں کے کتبے ہیں اس لئے کسی معیّن تاریخ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کی تاریخیں قریباً ایک صدی پر پھیلی ہوئی ہیں۔ پروفیسر Dupont Sommer نے اپنے کتبہ کی تاریخ ''سن تخلیق'' کے لحاظ سے ۴۵۱۰ معین کی ہے جس کی رُو سے اس کی تاریخ سن عیسوی کے لحاظ سے ۷۴۹ء بنتی ہے۔ لیکن دوسرے علماء کے نزدیک D.S. نے اس کے پڑھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اس بات کو M. Stern نے بھی محسوس کیا مگر اس نے اس کا کوئی حل تجویز نہ کیا تاہم برکلے یونیورسٹی کے Walter J. Fischel اس کی تاریخ کو پڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے اس کی تاریخ سیلیو کی سال کے مطابق (جو کہ ۳۱۲ قبل مسیح کے موسم خزاں سے شروع ہوتی ہے) ۱۵۱۰ء معین کی۔ یہ سیلیو کی کیلنڈر یہودیوں کے مشرقی ممالک میں انتشار کے دوران ایک لمبے عرصہ تک استعمال ہوتا رہا اور اس طرح اس کتبہ کی تاریخ ۱۱۹۸ء بنتی ہے۔ فشل کے بیان کے مطابق یہ تاریخ افغانستان اور خراسان کے یہودیوں کے متعلق پہلے سے موجود تاریخی مواد سے بھی مطابقت رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے Sommer کا کتبہ بارھویں صدی کا ہے اور اس کے پیش نظر بقیہ کتبات بھی قریباً قریباً اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کتبات کی تاریخ بھی ۱۱۱۵ء سے ۱۲۱۵ء تک ایک صدی تک پھیلی ہوئی ہے۔

Gnoli نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ غالباً ابتدائی یہودی نو آبادیات جو ایران کے مشرقی سطح مرتفع میں قائم ہوئیں۔ وہ ساسانی بادشاہ فیروز کے مظالم کا نتیجہ تھیں۔ ۴۵۸ء تا ۴۸۵ء جس کا طبری نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان مظالم کی وجہ سے کچھ یہودی قبائل ایران سے مشرق کی طرف وسطی ایشیا اور ہندوستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور اب بیسویں صدی میں بھی ہرات کی یہودی آبادی کابل کی یہودی آبادی کے بالمقابل سب سے بڑی ہے۔ اور پھر لکھتا ہے۔

"But probably the jews of Afghanistan were to be found from far more ancient

times in that country, and the origins of their setellement are the same as those of the formation of the first Israelite nuclei in IRAN proper"

''لیکن شاید یہودی قبائل افغانستان میں اس سے بھی پہلے قدیم زمانوں سے موجود تھے- اوران کی نوآبادیوں کے قائم ہونے کی وجوہات وہی ہیں جو کہ سب سے پہلے اسرائیلی مراکز کے ایران میں منظّم ہونے کی تھیں-'' (ایران میں اسلامی عہد میں یہودی آبادیاں موجود تھیں جو کبھی تو بہت خوشحال اور پرامن ہوتیں اور کبھی وہ انتہائی خطرات میں گھر جاتیں- انہوں نے ایرانی تہذیب اور اندازفکر میں ایک کردار ادا کیا ہے- ان کی روزمرہ کی زندگی کے حالات جیسا کہ عموماً ان کتبات سے عیاں ہورہی ہے یہودیت کے ایک عالم کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے اور عبرانی اور اسلامی اور مشرقی ممالک کی تاریخ کے محققین اس میں دلچسپ مواد پائیں گے-)

کتبات کے مزید مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مندرجہ ذیل ترتیب پائی جاتی ہے-

(۱) پہلے حصہ میں شخص کی وفات، اس کا نام، لقب یا کنیت اور بعض اوقات اس کا عرف بیان کیا جاتا ہے-

(۲) دوسرے حصہ میں اس کی وفات کی تاریخ، دن، مہینہ اور سال درج کیا جاتا ہے-

(۳) تیسرے حصہ میں مرحوم کی روح کو کسی فقرہ کے ذریعہ سے دعا پہنچائی جاتی ہے- اور اسطرح اس کتبہ کو مکمل کردیا جاتا ہے- بعض اوقات یہ تیسرا حصہ (پرانے عہدنامے) بائبل کی آیت یا تعزیتی رنگ میں کسی تعریفی جملہ پر مشتمل ہوتا ہے-

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کتبات میں جابجا پرانے عہدنامے کی بعض آیات درج ہیں- جن میں سے بعض پرانے عہدنامے کے مسورائی متن سے مختلف ہیں- اور مسورائی متن کی بجائے قمران سے ملنے والے صحائف سے مطابقت رکھتی ہیں- اس لحاظ سے جہاں ایک طرف یہ کتبات بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل پر روشنی ڈالتے ہیں- دوسری طرف وہ پرانے عہدنامے کے مسورائی متن پر بھی اثرانداز ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ دریافت صحائف قمران کی دریافت سے کم اہم نہیں ہے-

(جاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنی اسرائیل کی نقل مکانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فارس کی مشرقی حد افغانستان کے شہر ہرات تک ختم ہوتی ہے یعنی فارس کی طرف ہرات افغانستان کی مغربی حد پر واقع ہے اور فارس کی مغربی حد سے قریباً نوسو میل کے فاصلہ پر ہے اور ہرات سے درہ خیبر تک قریباً پانسو میل کا فاصلہ ہے...... حضرت مسیح علیہ السلام کا کشمیر کی طرف آتے ہوئے گزر ہوا- اس سیروسیاحت سے آپ کا یہ ارادہ تھا کہ تا اوّل اُن بنی اسرائیل کو ملیں- جن کو شاہ سلمنذر پکڑ کر ملک میدیا میں لے گیا تھا...... اور فارس کی مشرقی حد افغانستان سے متصل ہے اور اس کے جنوب میں سمندر ہے...... حضرت مسیح علیہ السلام کا نصیبین کی طرف سفر کرنا اس غرض سے تھا کہ تا فارس کی راہ سے افغانستان آویں اور ان گمشدہ یہودیوں کو جو آخر افغان کے نام سے مشہور ہوئے حق کی طرف دعوت کریں (......) افغان کا نام عبرانی معلوم ہوتا ہے- یہ لفظ ترکیبی ہے جس کے معنے بہادر ہیں- معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی فتحیابیوں کے وقت یہ خطاب بہادر کا اپنے لئے مقرر کیا-''

(مسیح ہندوستان میں- روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۸-۶۹)

مجلس انصار اللہ کی اہمیت

حضرت المصلح الموعود...... کے ارشادات کی روشنی میں

مرسلہ: مکرم محمد طارق محمود صاحب- ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... نے جماعت احمدیہ کی تربیتی اور تعلیمی ترقی کے لئے ذیلی تنظیموں کو قائم فرمایا- انصار اللہ کی تنظیم کے قیام، اہمیت اور مقاصد کے لئے آپ کے ارشادات پیش خدمت ہیں-

تنظیموں کے قیام کا مقصد: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تنظیموں کے قیام کا عظیم الشان مقصد یوں بیان فرمایا-

''خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ اس نظام کی کڑیاں ہیں اور ان کو اس لئے قائم کیا گیا ہے تا کہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں- عوام کو بیدار کرتی ہیں اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائم مقام ہیں نظام کو بیدار کرتے رہیں- تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کلی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اٹھنے سے رک جائے- جب بھی ایک غافل ہوگا- دوسرا اسے جگانے کے لئے تیار ہوگا- جب بھی ایک سست ہوگا- دوسرا اسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا- کیونکہ وہ دونوں ایک حصہ کے نمائندہ ہیں- ایک نمائندہ ہیں نظام کے (یعنی مرکزی دفاتر) اور ایک نمائندہ ہیں عوام کے (یعنی لجنہ، انصار، خدام اور اطفال کی تنظیمیں) بعض دفعہ اگر نظام کے نمائندے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں غفلت اور کوتاہی سے کام لیں گے تو عوام کے نمائندے ان کو بیدار کر دیں گے- اور جب عوام کے نمائندے غافل ہوں گے تو نظام کے نمائندے ان کی بیداری کا سامان مہیا کر دیں گے-'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا-

''اس کے ساتھ ہی بیرونی جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کی مجالس تو اکثر جگہ قائم ہی ہیں- اب نہیں ہر گھر چالیس سال سے زائد عمر والوں کے لئے مجالس انصار اللہ قائم کرنی چاہیں-'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء)

ان مجالس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا-

''ان مجالس میں شامل ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور ان ذمہ داریوں کو ادا

کرنا ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسولؐ نے جو احکام دیئے ہیں۔ ان کے نفاذ اور اجراء میں حصہ لینا، صرف میرا فرض نہیں بلکہ ہر شخص کا فرض ہے۔'' (ایضاً)

مجلس انصار اللہ کا قیام نظام سلسلہ کو بیدار رکھنے کا باعث ہے

''ان سے (یعنی انصار اللہ) سے وہی کام لیا جائے گا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا۔ یعنی کچھ تو اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو قرآن اور حدیث پڑھائیں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں اور کچھ یُـزَكِّيْهِمْ کے دوسرے مضمون کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں۔'' (ایضاً)

پھر فرمایا:۔

''اس تنظیم کے ذریعہ علاوہ اور کاموں کے اس امر کی بھی نگرانی رکھی جائے گی۔ کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے جو (بیت الذکر) میں نماز باجماعت پڑھنے کا پابند نہ ہو'' (ایضاً)

پھر انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ بڑی عمر کے لوگوں کو ضرور یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ وہ شباب کی عمر میں سے گذر کر اب ایک ایسے حصہ عمر میں گذر رہے ہیں۔ جس میں دماغ تو سوچنے کے لئے موجود ہوتا ہے۔ مگر زیادہ عمر گذرنے کے بعد ہاتھ پاؤں محنت مشقت کے کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس وجہ سے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے سرانجام دینے کے لئے کچھ نوجوان سیکرٹری (چالیس سال کے اوپر کے مگر زیادہ عمر کے نہ ہوں) مقرر کریں۔ جن کے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہو اور وہ دوڑنے بھاگنے کا کام آسانی سے کر سکیں۔ تا کہ ان کے کاموں میں سستی اور غفلت کے آثار پیدا نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اگر وہ چالیس سال سے پچپن سال کی عمر تک کے لوگوں پر نظر دوڑاتے تو انہیں ضرور اس عمر کے لوگوں میں سے ایسے لوگ مل جاتے ہیں جن کے ہاتھ پاؤں بھی ویسے ہی چلتے، جیسے ان کے دماغ چلتے ہیں۔ لوگوں کو بار بار جگانے اور بار بار انہیں بیدار کرنے کی کوشش کرتے۔ اگر اب بھی وہ ایسا کریں اور جواں ہمت انصار اللہ کو سیکرٹریوں کے نائب مقرر کر دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ ان کے اندر وہ بیداری پیدا ہو سکتی ہے جس بیداری کو پیدا کرنے کے بغیر محض نام کا انصار اللہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

''انصاراللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گذر رہے ہیں۔ اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے۔ جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان کی فکر میں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی اگلے جہان جارہا ہو تو اس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو اس کے اعمال خراب ہوں۔ اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو۔ جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندے اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہیے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہوسکتا۔ نوجوان تو یہ خیال بھی کر سکتے ہیں کہ اگر ہم سے خدمت خلق میں کوتاہی ہوئی تو انصاراللہ اس کام کو ٹھیک کرلیں گے مگر انصاراللہ کس پر انحصار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر اپنے فرائض میں کوتاہی سے کام لیں گے۔ وہ اگر دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام قلوب میں پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو اپنا اولین مقصد قرار نہ دیں گے اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے (دینِ حق) کو دنیا پر پھر زندہ کرنا ہے تو انصاراللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ / اکتوبر ۱۹۴۳ء)

مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع میرپورخاص کی پکنک

مورخہ ۱۳ / جون ۲۰۰۳ء بمقام چھ دری

مورخہ ۱۳ / جون کو ضلع مجلس عاملہ انصاراللہ ضلع میرپورخاص کی پکنک کا پروگرام چھ دری کے مقام پر رکھا گیا جس میں مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی امیر ضلع میرپورخاص اور ان کی عاملہ کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ یہ تفریحی پروگرام کنری سے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ''چھ دری پکنک پوائنٹ'' پر رکھا گیا جو تاریخی حیثیت رکھتی ہے یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۸۳ء میں تشریف لائے تھے اور اس دوران ''چھ دری'' نہر میں آپ نے تین کلومیٹر تک کشتی پر سیر کی۔

پکنک کا پروگرام صبح دس بجے شروع ہوا مکرم ناظم صاحب ضلع کی درخواست پر مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیلِ وقفِ نو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے پروگرام میں شامل ہوئے۔ سندھ کے مشہور آموں سے احباب کی ضیافت کی گئی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد دو بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد مشاعرے کا دلچسپ پروگرام ہوا۔ مہمان خصوصی نے جج کے فرائض انجام دیئے۔ اس پکنک میں ۱۶۰ احباب شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام انتہائی دلچسپ رہا۔ آخر میں سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقفِ نو نے دعا کروائی اور یہ پروگرام شام چار بجے کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

(مرسلہ مکرم عبدالمجید زاھد صاحب نائب ناظم عمومی)

ڈھونڈو اُسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

اس یارِ باوفا سے نظر کیوں چُراتے ہو
حُسنِ ازل کو چھوڑ کے کیوں دُور جاتے ہو
لائق نہیں جو، دل میں اسے کیوں بساتے ہو
''وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں''

علم و ہنر نے بھی نہ دکھائی وہ روشنی
دولت سے نہ خِرد سے ہی آئی وہ روشنی
نہ آسماں سے بجلی ہی لائی وہ روشنی
''سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں''

تسخیرِ کائنات بھی اُس کا کمال ہے
بجلی کی ہر چمک بھی اُسی کا جلال ہے
ہر گُل بھی ہر کلی میں اُسی کا جمال ہے
''واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں''

موجوں میں بحرِ عشق کی اپنا بہاؤ دل
اُس یار کے نزول کے قابل بناؤ دل
دنیائے بے ثبات سے لوگو چھڑاؤ دل
''سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں''

بے آسروں کو آسرا تم کیوں بناتے ہو
دنیائے بے دوام کو دل میں بساتے ہو؟
کیوں بادباں چھوڑ کے طوفاں میں جاتے ہو
''اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں''

ضیاء اللہ مبشر

نومبائعین احباب کی تربیت

از: مکرم محمد احمد فہیم صاحب

خدا تعالیٰ نے سورۃ النصر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان فتوحات کی خبر دی تو ساتھ ہی بیعت کرنے والوں کی تربیت کی ذمہ داری کا بھی ذکر فرمایا اور تربیت کا طریق بھی بتایا کہ بکثرت خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کی جائے اور ان نئے آنے والوں کی پردہ پوشی کے لئے دعا کی جائے کہ ان کی کمزوریاں دور ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ اس ذمہ داری کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

''نبی بہت بڑی ذمہ داری لے کر آتا ہے۔ اس لئے جب وہ اپنے کام کو کر چکتا ہے اور تبلیغ کر کے رخصت ہونے کو ہوتا ہے تو وہ وقت اس کا گویا خدا تعالیٰ کو چارج دینے کا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ جس پر اپنا فضل کرتا ہے، اس پر استغفار کا لفظ بولتا ہے۔ اس طریق کے موافق رسول اللہ کو بھی ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا خدا تعالیٰ ہر ایک نقص سے پاک ہے اور جو کچھ سہو بشریت کی رُو سے اس ذمہ داری کے کام میں ہوا ہے ..... تو اس سے استغفار چاہو۔ جس کے سپرد ہزاروں کام ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مقاصد عظیم الشان لے کر آئے تھے۔ غرض یہ ایک چارج تھا جو آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیا اور جس میں آپ کی پوری کامیابی کی طرف پہلے اشارہ کر دیا۔''

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۶ مؤرخہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... نے ۱۹۱۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فتوحات پر فتوحات ہونی شروع ہوئیں اور بے شمار لوگ آپ کے پاس آنے لگے تو اُن کے دل میں جو بڑا ہی پاک دل تھا۔ یہ گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ ان تھوڑے سے لوگوں کو تو میں اچھی طرح تعلیم دے لیتا۔ قرآن سکھا سکتا تھا۔ (چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی پابندی کے ساتھ صحابہؓ کو قرآن سکھاتے تھے) لیکن یہ جو لاکھوں انسان اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کو میں کس طرح تعلیم دُوں گا۔ اور مجھ میں جو بوجہ بشریت کے یہ کمزوری ہے کہ اتنے لوگوں کو تعلیم نہیں دے سکتا۔ اس کا کیا علاج ہوگا۔ اس کا جواب سورۃ النصر میں خدا تعالیٰ نے یہ دیا کہ اس میں شک نہیں کہ جب فتح ہوگی اور نئے نئے لوگ کثرت سے ..... داخل ہونگے۔ تو ان میں بہت سی کمزوریاں ہونگی۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ سب کے سب تجھ سے تعلیم نہیں پا سکتے۔ مگر ان کو تعلیم دلانے کا یہ علاج ہے کہ تُو خدا سے دُعا مانگے کہ اے خدا مجھ میں بشریت کے لحاظ سے یہ کمزوری ہے کہ اتنے لوگوں کو تعلیم نہیں دے سکتا تُو میری اس کمزوری کو ڈھانپ دے اور اس طرح کہ ان سب لوگوں کو خود ہی تعلیم دے دے۔ اور خود ہی ان کو پاک کر دے۔ پس یہی وہ بات ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کرنے کا ارشاد ہوا۔''

(انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۵۹-۱۶۰)

وہ لوگ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم استغفار پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ گناہگار تھے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اس استغفار کا تعلق نئے آنے والوں کی خطاؤں اور غلطیوں سے تھا نہ کہ آپؐ کے گناہوں کے ساتھ۔

خدا تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ آزمائش ضروری امر قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقیات کے ساتھ فتنہ و آزمائش کے اندیشے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۸، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... فتنہ و آزمائش کے وقت میں کامیاب و بامراد رہنے کا گر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جس وقت ایک قوم ترقی کرتی ہے اور کثرت سے پھیلتی ہے۔ وہی زمانہ اُسکے تنزل اور انحطاط کا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے فتح کے ساتھ ہی استغفار کا ارشاد فرمایا۔ کیونکہ کسی قوم کے بڑھنے اور ترقی کرنے کا جو وقت ہوتا ہے وہی وقت اُس کے تنزل کے اسباب کو بھی پیدا کرتا ہے۔ اور جب کوئی قوم بڑھ جاتی ہے۔ اُسی وقت اُس میں فساد اور فتنے بھی شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ قوم میں ایسے لوگ آ جاتے ہیں جو نبی کی خدمت اور صحبت میں نہیں رہے ہوتے۔ اچھی طرح بد آلائشوں سے پاک وصاف نہیں ہوتے اور جنہیں وہ مشکلات پیش نہیں آئی ہوتیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کو پاک کرنے کے لئے مقرر فرمائی ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ فتنہ وفساد پیدا کرتے ہیں اور قوم کو تباہی کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں...... لیکن یہ وہ بات ہے اور میں کامل یقین سے کہتا ہوں۔ یہ وہ بات ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تو بیان فرمائی ہے لیکن آج تک کسی نے اسے قرآن شریف سے سیکھ کر بیان نہیں کیا، مجھے خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے اور اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ آپ لوگوں کو سُناؤں۔ پس جو شخص اسے سُنے گا اور پھر اس پر عمل کرے گا، وہ کامیاب اور بامُراد ہو جائے گا۔ اور جو نہیں سُنے گا اور عمل نہیں کرے گا وہ یاد رکھے کہ ایسے ایسے فتنے آنے والے ہیں کہ جن کے ساتھ یہ فتنہ جو اس وقت برپا ہوا ہے کچھ مقابلہ ہی نہیں کر سکتے۔...... پس اِس فتنہ سے خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے بغیر کوئی بچ نہیں سکتا۔'' (انوار خلافت، انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

بفضلہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی کے اِس دور میں احبابِ جماعت کی ہر شعبہ میں راہنمائی کی جارہی ہے۔ جہاں دعوت الی اللہ کے طریق بیان کئے جاتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور افضال کے نتیجہ میں ملنے والی کروڑوں سعید روحوں کی تربیت کی طرف بھی مسلسل احباب کو توجہ دلائی جارہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر کی تلاوت فرما کر تسبیح اور استغفار کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

''جب ہم نے کاروبار وہ کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاروبار تھا تو اس کے منافع تو یقیناً ہوں گے۔ لیکن ہماری کمزوریوں کی وجہ سے نقصان بھی ہو سکتے ہیں۔ ان پر نظر رکھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہمیں احتیاطیں کرنی ہونگی اور وہ ہے۔ (اس کے بعد حضور انور نے سورۃ النصر تلاوت فرمائی۔ جس میں یہ ارشاد ہے کہ جب خدا کی فتح ونصرت آ جائے اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوں تو تسبیح اور استغفار سے کام لو)

پھر فرمایا۔ ''جب فوج در فوج لوگ آئیں تو بغلیں بجانے کا وقت نہیں ہوگا۔ اللہ پاک ہے یاد رکھنا۔ تم پاک نہیں

باقی صفحہ ۴۵ پر

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید کی یاد میں

مجلس انصار اللہ مقامی کے سمینار کا انعقاد

مورخہ ۱۴؍ جولائی کو مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف ...... آف خوست افغانستان کی شہادت کے حوالہ سے ایک علمی نشست کا انعقاد انصار اللہ پاکستان کے ہال میں کیا گیا۔ جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر صفِ دوم و قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی منظوم کلام در مدح حضرت صاحبزادہ صاحب خوش الحانی سے پیش کیا اور اردو ترجمہ بھی سنایا۔ نظم کے بعد مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب منتظم تعلیم انصار اللہ مقامی نے عنوان کی مناسبت سے اقتباسات از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ پیش کئے۔

حضرت اقدس کی مقدس تحریرات کے بعد فاضل مقرر مولانا ملک جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی سیرت و سوانح پر ایک مبسوط خطاب فرمایا جس میں اس موضوع کے پر واقعاتی و تاریخی حقائق کے پس منظر میں روشنی ڈالی۔ خصوصاً اس سعید باوفا وجود کی زیارت حضرت اقدس، کابل کے اذیت ناک واقعات کی داستان، واقعہ شہادت اور پھر جو کچھ اہل کابل پر گزری اس کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس دلچسپ لیکچر کے بعد مکرم صدرِ اجلاس نے اختتامی خطاب فرمایا اور زعیم صاحب اعلیٰ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب نے معزز مہمانوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا ار صاحبزادہ صاحب کے پاک نمونہ پر عمل پیرا رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے بعد یہ بھرپور علمی نشست اختتام پذیر ہوئی جس میں ۲۵۰ - افراد شامل ہوئے۔ (رپورتاژ: منتظم تعلیم)

(بقیہ از صفحہ ۳۴) ہو۔ نہ یہ لوگ پاک ہیں۔ سب میں کمزوریاں ہیں۔ اگر استغفار کرو گے تو بچو گے۔ اپنے آپ کو بھی صاف کرو، اُن کو بھی صاف کرنے کی کوشش کرو یہ (دعوت الی اللہ) کا حصہ ہے۔ یہ پورا جہاد ہے۔ اور اس ضمن میں جو نظام انہضام ہے ہمارا اس کی درستی ضروری ہے ...... زیادہ (افراد) کا آ جانا بھی بعض دفعہ بوجھ ڈالتا ہے۔ لیکن اگر حکمت کے تقاضے پُورے کئے جائیں تو وہ بوجھ اتر جاتے ہیں ...... اس کے لئے پھر ایک Exercise بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ Exercise بتائی ہے کہ جب ایسا وقت آ جائے جب خدا کا فضل تم پر فوج در فوج نازل ہو تو ان کو رد نہیں کرنا۔ چھوڑنا نہیں اس خیال سے کہ ہم کیسے سنبھالیں گے۔ اس وقت سبحان اللہ پڑھا کرو کہ اللہ پاک ہے جس نے سب کچھ دیا ہے۔ ہم نقائص سے پاک نہیں وہ پاک ہے۔ وہ مدد کر سکتا ہے ہماری۔ وہ اُن کو صاف کر سکتا ہے۔ لیکن استغفار کرنا چاہئے اپنے گناہوں کے لئے بھی آنے والوں کے لئے بھی۔ یہ تو جاری چیلنج ہے۔ اس میں گھبرانے یا ڈرنے کی بات ہی کوئی نہیں۔''

(پروگرام ''ملاقات'' نشر شدہ بذریعہ ایم ٹی اے بتاریخ ۲۰؍ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز جمعہ)

تربیت نو مبائعین کی یہ وہ ہدایات ہیں جن سے جماعت کی امتیازی شان یقیناً قائم رہے گی۔

تبصرہ کتب

''آنکھوں کی ٹھنڈک'' و ''لباس''

ہر دو کتب لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کی مطبوعات ہیں۔ نہایت دیدہ زیب طباعت اور جاذب نظر ٹائٹل ہیں ان کتابچوں کی اشاعت لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کی تعلیمی اور تربیتی مساعی کے لئے ایک اچھی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج واثرات مترتب فرمائے۔ آمین

(۱) آنکھوں کی ٹھنڈک: یہ کتابچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کا مجموعہ ہے جو آپ نے ایم ٹی اے کی اردو کلاس (لندن) سے اخذ کئے ہیں ان ارشادات کی ترتیب میں ایک حُسن بھی ہے اور بچوں بڑوں کے لئے دلچسپی کا موجب بھی۔ جب کہ آپ کے اس ذوق عبادت کی طرف بھی دلالت کرتے ہیں جو سلسلہ احمدیہ کو ایک امتیازی حیثیت دیتا ہے۔

(۲) لباس: لجنہ اماء اللہ اسلام آباد نے مکرم حنیف محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اسلام آباد کے ایک دلچسپ تربیتی مضمون ''لباس'' کے عنوان پر یہ کتابچہ شائع کیا ہے جو عائلی اور ازدواجی زندگی میں ہر دور کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے۔ لباس کے لفظ میں ہی ایک اعلیٰ درجہ کا معنوی حسن ہے جو ایک فلسفہ حیات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ میاں بیوی دونوں کے لئے ایک ہی لفظ استعمال کر کے اس ''نفس واحدہ'' کی توضیح وتشریح کی ہے جس پر انسان کی تخلیق ہوئی قرآن کریم میں میاں بیوی کے لئے لباس کا لفظ بھی انہی حقوق وفرائض کو بیان کر رہا ہے کہ اگر اس کی حقیقت کو جان لیں تو عائلی اور معاشرتی زندگی کے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور کہیں بھی مناقشت اور تعفن نظر نہیں آتا۔

مصنف اور طابع وناشر کی کامیاب کوشش قابل تحسین ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ (ادارہ)

نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۳ء)

(۱) قرآن کریم پارہ ۲۷ نصف آخر　　(۲) کتاب ''انوار اسلام'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۳) کتاب ''پیغام مسیح موعود'' لیکچر حضرت مصلح موعود...... فرمودہ ۱۱؍جولائی ۱۹۱۵ء بمقام لاہور۔

پکنک وسائیکل سفر نظامت ضلع کراچی

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے زیر اہتمام ۱۵؍جون ۲۰۰۳ء بروز اتوار عزیز بھٹی پارک گلشن اقبال میں پکنک و سائیکل سفر کا انعقاد ہوا۔ جس میں کراچی کی ۲۱ مجالس میں سے ۱۸ مجالس نے شرکت کی۔ کراچی کی ۱۲ مجالس کے ۷۰ انصار سائیکلوں پر اس پکنک میں شامل ہوئے۔ جب کہ پکنک میں کل حاضری ۳۰۰ تھی۔ پکنک اور سائیکل سفر کا یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔

نتیجہ امتحان سہ ماہی اوّل ۲۰۰۳ء قیادت تعلیم

امتحان سہ ماہی اوّل ۲۰۰۳ء میں ۳۲۸ مجالس کے ۶۲۵۰ انصار نے امتحان میں شمولیت کی الحمد للہ

(اوّل) مکرم عبد المنان محمود صاحب شاہکوٹی نارتھ کراچی (دوم) مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب گلشن اقبال شرقی کراچی، مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب ڈرگ کالونی کراچی (سوم) مکرم مبارک احمد خان صاحب دار النصر شرقی ربوہ، مکرم مبارک احمد ہاشمی صاحب ڈرگ کالونی حلقہ گرین ٹاؤن کراچی۔

خصوصی گریڈ: مندرجہ ذیل انصار نے خصوصی گریڈ حاصل کیا

ربوہ: مکرم عمر حیات صاحب فیکٹری ایریا حلقہ سلام۔مکرم رشید احمد ارشد صاحب نصیر آباد حلقہ رحمن۔مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دار العلوم وسطی۔مکرم عبد الرشید طاہر صاحب ناصر آباد شرقی۔مکرم حبیب اللہ شاد صاحب دار النصر شرقی۔مکرم عبد الرشید منگلا صاحب دار الرحمت شرقی الف۔مکرم پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب دار الصدر غربی حلقہ قمر۔مکرم عبد الربّ خان صاحب، مکرم محمد عبد اللہ قریشی صاحب دار الصدر شرقی عقب ہسپتال۔مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب دار الصدر شمالی۔مکرم مرزا غلام رسول صاحب دار البرکات۔مکرم حکیم نسیم احمد صاحب دار النصر غربی۔ **فیصل آباد:** مکرم سید محمد یحییٰ صاحب، مکرم محمد اصغر عتیق صاحب دار الحمد۔مکرم چوہدری احمد دین صاحب، مکرم ملک محمد سجاد اکبر صاحب دار الذکر **لاہور:** مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطان پورہ۔مکرم محمد اسحٰق چوہدری صاحب، مکرم شیخ مامون احمد صاحب، مکرم رانا مبارک احمد صاحب بیت الاحد۔مکرم ظفر اقبال ہاشمی صاحب، مکرم شمس الدین سیال صاحب، مکرم منیر الدین سیال صاحب بیت التوحید۔مکرم صوبیدار (ر) منیر احمد صاحب، مکرم نصیر احمد قریشی صاحب غازی آباد مغلپورہ۔مکرم سید مقصود احمد بخاری صاحب ممن آباد۔مکرم میاں منظور احمد صاحب شمالی مغلپورہ۔مکرم قاضی ناصر احمد صاحب دار لذکر۔مکرم میجر عمر ہاشمی صاحب جوہر ٹاؤن۔ **راولپنڈی:** مکرم محبوب احمد خان صاحب، مکرم کیپٹن علم دین مشتاق صاحب، مکرم رفیق احمد قریشی صاحب پشاور روڈ۔مکرم عبد السلام ارشاد صاحب راولپنڈی صدر۔مکرم میاں محمد اسلم شریف صاحب سیٹلائیٹ ٹاؤن حلقہ خیابان سرسید۔مکرم ملک محمد عبد اللہ ریحان صاحب سول لائنز راولپنڈی صدر۔مکرم عبد الکریم باسط صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ **اسلام آباد:** مکرم عبد المنان فیاض صاحب، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات صاحب اسلام آباد شرقی۔مکرم منیر احمد انجم صاحب اسلام آباد شمالی۔مکرم ایم لطیف شاہد صاحب، مکرم عطاء الرحمن خان صاحب، مکرم رفیق احمد سعید صاحب اسلام آباد جنوبی.......مکرم محمد نصیر خان ہمایوں صاحب NHC اسلام آباد۔ **کراچی:** مکرم حمید الدین احمد صاحب ماڈل ٹاؤن۔مکرم شفیق احمد شاہد صاحب نارتھ کراچی۔مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی صاحب، مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب، مکرم محمد ظفر اللہ صاحب، مکرم ملک محمد شفیق صاحب، مکرم محمد سرور صاحب، مکرم مقبول الٰہی ملک صاحب ڈرگ کالونی۔مکرم کرامت حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد۔مکرم ہیبت اللہ کاہلوں صاحب، مکرم ملک محمد صدیق صاحب محمود آباد۔مکرم شعیب احمد ہاشمی صاحب، مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب گلشن اقبال۔مکرم محمود احمد ونیس صاحب کورنگی۔مکرم امتیاز حسن شاہد صاحب، مکرم طاہر محمود صاحب ماڈل کالونی کراچی۔

مکرم چوہدری ناصر الدین گوندل صاحب النور۔مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب سٹیل ٹاؤن، مکرم عبد الباری قیوم شاہد صاحب مارٹن روڈ۔ **متفرق:** مکرم ملک محمود احمد صاحب بھکر۔مکرم سید اعجاز المبارک صاحب چک نمبر 6/11-L ساہیوال۔مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اٹک شہر۔مکرم عبد المجید زاہد صاحب سنرپی میر پور خاص۔مکرم محمد انور گوگا صاحب منگلا ڈیم۔مکرم میاں نذر محمد صاحب، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید صاحب حافظ آباد۔مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل صاحب حسن آباد ملتان شرقی۔مکرم محمد لطیف ملک صاحب حلقہ کھاد فیکٹری ملتان۔مکرم چوہدری محمد ابراہیم خان صاحب سمنگلی کوئٹہ چھاؤنی۔مکرم جلال الدین شاد صاحب سیالکوٹ شہر۔مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال سیالکوٹ۔مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ صاحب حیات آباد پشاور۔مکرم ارشاد احمد صاحب پشاور شہر۔مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب بہاول نگر۔

(قیادت تعلیم)

ھارمونز (HORMONES)

مرسلہ: مکرم عبدالشکور صاحب - لاہور

ہارمونز یونانی لفظ Hormo سے بنا ہے جس کا مطلب ہے رواں دواں - اسے سب سے پہلے ۱۹۰۲ء میں عظیم اعظا کے دو برطانوی ماہرین ولیم بے لس (William Bayliss) اور ارنسٹ سٹارلنگ (Earnest Starling) نے دریافت کیا - یہ ایک ایسا کیمیائی مرکب ہے جو جانوروں اور نباتات کے خلیات یعنی Cells کے درمیان معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں اور اسے ''کیمیائی پیغام رساں'' بھی کہا جاتا ہے - ہارمونز کے ذریعہ جو پیغام رسانی ہوتی ہے وہ اس سے مختلف ہے جو اعصابی نظام کے ذریعہ ہوتی ہے - اعصابی نظام میں پیغام رسانی برقیاتی لہر کے ذریعہ ہوتی ہے جو کہ فوری اور مختصر مدت کی ہوتی ہے جبکہ ہارمونز پیغام آہستہ آہستہ پہنچاتے ہیں اور اس کے اثرات لمبی مدت کے لئے ہوتے ہیں -

ہارمونز افزائش اور تکمیل کے عمل کو باقاعدہ نظام کے تحت کنٹرول کرتے ہیں - خلیہ اور خلیوں کی کارگزاری پر اثر انداز ہوتے ہیں - تولیدی مقاصد کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں - اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جس خلیہ یا غدود میں یہ پیدا ہوتے ہیں وہاں اس کا کوئی استعمال نہیں ہوتا بلکہ جسم کے کسی اور حصہ میں یہ اپنا کام کرتے ہیں -

ہارمونز مخصوص (Tissues) اور غدود (Glands) میں پیدا ہوتے ہیں اور جب اور جہاں جہاں ان کی ضرورت ان اعضاء کو محسوس ہوتی ہے وہاں روانہ کر دیئے جاتے ہیں - زیادہ تر ہارمونز Endocrine System مثلاً Pituitary Gland جو کہ دماغ کی نچلی سطح میں ہوتی ہے، Thyroid Gland جو کہ گردن میں Adrenal یعنی گردوں، Ovaries انڈہ دانی، اور Testes یعنی خصیوں میں پیدا ہوتے ہیں - جن Endocrine Glands کا ذکر کیا گیا ہے وہاں جو بھی ہارمونز پیدا ہوتے ہیں وہ براہ راست خون کی نالیوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں - ان کے علاوہ بھی جسم کے دیگر حصوں میں یہ پیدا ہوتے ہیں مثلاً چھوٹی آنت کی جھلی میں یہاں پیدا ہونے والے ہارمونز کا جو اخراج ہوتا ہے وہ خوراک کے ہضم کرنے میں مدد دینے والے Digestive Juice کی تیاری میں مدد دینے کے لئے لبلبہ کو تحریک کرتے ہیں - اسی طرح رحم میں زچگی کے دوران جو غلاف یعنی Placenta بنتا ہے وہاں بھی ہارمونز پیدا ہوتے ہیں یہ بچہ کی نشو ونما میں مدد دیتے ہیں -

اپنا کام کرنے کے لئے ان کی بہت خفیف سی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے - جو ہارمونز شریانوں میں رواں دواں رہتے ہیں وہ اس خلئے تک جا پہنچتے ہیں جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہے - وہاں پہنچ کر وہ سلسلہ وار کیمیائی عمل کو سرگرم کرتے ہیں -

انسانی جسم کے ہر خلئے میں ہارمونز کا اہم کردار ہے - ذہانت، جسمانی پھرتی، قد و قامت، ہڈی کی ساخت ان سب پر یہ اثر انداز ہوتے ہیں - جنسی ہارمونز اعضاء تولید کی افزائش، جنسی حرکات و سکنات حمل ٹھہرنے میں اہم معاون ہیں - لبلبہ میں پیدا ہونے والے ہارمونز Glucagon، Insulin، Cortisol, Epinephrine اور Norepinephrin، یہ سب خون میں گلوکوز کی مقدار کو کنٹرول کرتے ہیں - صرف Insulin گلوکوز کی مقدار کو گھٹاتی ہے جب کہ (باقی صفحہ ۳۹ پر)

انصاراللہ دارالذکر فیصل آباد کی پکنک کا پروگرام

مورخہ ۸/جون ۲۰۰۳ء کو ایک پکنک ہوئی جس میں صحت جسمانی اور علمی پروگرام ترتیب دیا گیا- مکرم ناظم صاحب علاقہ چوہدری محمد اشرف کاہلوں صاحب نے اجتماعی دعا سے اس پروگرام کا افتتاح کیا- اس پروگرام میں ۵۰- انصار شریک ہوئے- مقام پکنک لبِ نہر ٹیوٹا ورکشاپ تھا-

صحت جسمانی: اس موقعہ پر صحت جسمانی کے سلسلہ میں بیڈمنٹن، کلائی پکڑنا، رسہ کشی، سیدھی دوڑ، الٹی دوڑ، آہستہ سائیکل چلانا اور گولہ پھینکنا کے مقابلہ جات ہوئے- جس میں انصار احباب نے بڑی دلچسپی لی- اس دوران انصار واک (Walk) میں بھی مصروف رہے- تمام انصار نے مشاہدہ و معائنہ اور ذہانت کے پروگرام میں حصہ لیا- مختلف اقسام کے بیج اور چیزیں رکھی ہوئی تھیں جن کی شناخت کروائی گئی- مکرم ڈاکٹر کلیم احمد صاحب نے ہیپاٹائٹس Hepatitis اے، بی اور سی کے بارے میں مفید معلومات فراہم کیں-

علمی پروگرام: علمی پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا- احباب نے نکات دانش، اشعار اور لطائف سنے- اس موقع پر تمام احباب کو نیت نماز کا ترجمہ اور مترجم سورۃ فاتحہ سکھائی گئی- آخر میں انصار کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا گیا- جس کے بعد مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوم آنیوالوں کو مکرم ناظم صاحب علاقہ نے انعام دئے اور یہ دلچسپ تفریحی پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا- (مرسلہ: مکرم ملک محمد سجاد اکبر صاحب زعیم اعلیٰ)

(بقیہ از صفحہ ۳۸) باقی تمام اس کی مقدار کو بڑھاتی ہیں- ہارمونز خون کے دباؤ کے کنٹرول میں مدد دیتی ہیں- جسمانی تناؤ کے وقت Epinepherine دل کی حرکت کو تیز کرتا ہے اس کی وجہ سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور جس میں جمع شدہ گلوکوز فوری توانائی پانے کے لئے حاصل ہوتی ہے-

موجودہ زمانہ میں بہت سے ہارمونز مصنوعی طریقہ سے حاصل کئے جاتے ہیں (Synthesised) جس کی وجہ سے بہت سے خطرات کم ہو گئے ہیں- جب یہ انسانوں اور جانوروں سے حاصل کئے جاتے تھے تب مضر بیماریوں کے لگنے کا خطرہ رہتا تھا- مصنوعی طریقہ سے تیار کئے جانے والے ہارمونز آج کل تجارتی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں- جانوروں میں ہارمونز کے استعمال سے دودھ کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور ایسے مویشی پالے جاتے ہیں جن میں چربی کی پیداوار کم ہو- فصلوں میں جڑی بوٹیوں کو کم کرنے کے لئے اور پودوں میں بغیر جنسی اشتراک (Pollination) کے پھل حاصل کئے جا رہے ہیں اور قلم میں جڑ اگائے جاتے ہیں-

Cytokinin کے استعمال سے پھولوں کو زیادہ عرصہ تک تروتازہ رکھا جا سکتا ہے- Gibberellins کے استعمال سے پھولوں کے سائز کو بڑا کیا جا سکتا ہے، انگور کے خوشوں کو بڑا کیا جا سکتا ہے اور تُرش پھلوں (Citrus Fruits) کے پکنے کی مدّت کو بڑھایا جاتا ہے-

مجلس انصار اللہ کراچی کے سالانہ تربیتی اجتماع کی روئیداد

مرسلہ: مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری نائب ناظم انصار اللہ

مورخہ ۱۳؍ اپریل ۲۰۰۳ء بیت العزیز عزیز آباد کراچی میں مجلس انصار اللہ کراچی کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں مکرم و محترم ملک منور احمد جاوید صاحب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ نے بطور مرکزی نمائندہ شرکت فرمائی۔ مکرم و محترم مودود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے اجتماع کا افتتاح فرمایا۔

افتتاحی اجلاس: نواب مودود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے تلاوت عہد اور نظم کے بعد انصار اللہ سے خطاب کرتے ہوئے خلافتِ احمدیہ، نظامِ وصیت اور انصار اللہ کے عہد کی غرض و غائیت اور اہمیت بیان کی اور عافیت کے حصار سے وابستگی کی تلقین کی۔

اجلاس اوّل: افتتاحی پروگرام کے بعد مکرم قریشی محمود احمد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ کی زیرِ صدارت پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم مولوی عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کے درسِ قرآن کریم کے بعد مکرم لئیق احمد طاہر صاحب نے مطالبات تحریک جدید کے موضوع پر تقریر کی اور مرکزی نمائندہ مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب (قائد اشاعت) نے موجودہ دور کے تقاضے پر خطاب کیا۔ اس اجلاس میں ہی علمی سوالات کے جواب مکرم مولانا مرزا نصیر احمد صاحب نائب وکیل المال الثانی، مکرم مشہود احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ اور مکرم جمیل احمد بٹ صاحب نے دیئے۔

اجلاس دوم: نماز ظہر وعصر اور وقفہ طعام کے بعد دوسرا اجلاس مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم مجلس انصار اللہ علاقہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مکرم جمیل احمد بٹ صاحب نے درس دیا اور مکرم مشہود احمد ناصر صاحب نے نظامِ وصیت کے موضوع پر تقریر کی۔ اور صدر اجلاس نے موجودہ حالات کے بارے میں حضرت اقدسؑ کے اقتباسات سنائے۔

اختتامی اجلاس: اس تربیتی اجتماع کا آخری اور اختتامی اجلاس مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نمائندہ مرکز نے انعامات دیئے اور اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے احباب کو دعوت فکر دی کہ آپ جیسے اس بابرکت اجتماع میں آئے تھے ویسے ہی جا رہے ہیں یا کوئی تبدیلی اپنے اندر محسوس کر رہے ہیں؟

اجتماع کے اختتام سے قبل مکرم قریشی محمود احمد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ کراچی نے گزشتہ سال کی نسبت امسال بہتر حاضری پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور مرکزی نمائندہ اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں دعا ہوئی اور یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں حاضرین کی تعداد ۱۰۷۴ تھی۔

ایک پُکار

(انتخاب از کلام: حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم نوّر اللہ مرقدھا)

کیا اِلتجا کروں کہ مجسم دُعا ہُوں مَیں
سر تا بہ پا سوال ہُوں سائل نہیں ہُوں مَیں

میری خطائیں سب ترے غفراں نے ڈھانپ لِیں
اب بھی نگاہِ لُطف کے قابل نہیں ہُوں مَیں؟

وحشت مری نہیں ابھی ہم پایۂ جنوں
اہلِ خرد پہ بار ہُوں عاقل نہیں ہُوں مَیں

میرا کوئی نہیں ہے ٹِھکانا ترے سِوا
تیرے سِوا کِسی کے بھی قابل نہیں ہُوں مَیں

مِٹتی ہوئی خُودی نے پُکارا کہ اَے خُدا!
آجا کہ تیری راہ میں حائل نہیں ہُوں مَیں

یہ راگ دِل کا راز ہے سُن درد آشنا
کُچھ ہمنوائے شورِ عنادل نہیں ہُوں مَیں

(دُرِّعدّن)

Monthly
ANSARULLAH
August 2003
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. # : CPL-34/CR02

ہمارا خدا - تمام خوبیوں کا سرچشمہ

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام رسالہ الوصیت میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے سُننے والو سُنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اِس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سُنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کرسکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبداء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متّصف ہے ہر ایک کمال کا اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔ اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔ اور تمام روح اور اُن کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور اُن کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پاسکتے ہیں۔ اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں اُن کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سُنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اُس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالَم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۰-۱۱)